إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
کے خط دربارہ نماز کا ترجمہ

موسوم بہ

معراج المؤمنین

جس کو
عربی سے اردو میں قاضی محمد سلیمان
منصور پوری نے ترجمہ کیا اور
جسے

خلیفہ شیخ ہدایت اللہ ضلعدار پنشنر و منیجر رحمۃ للعالمین پٹیالہ نے باردوم

در مطبع نولکشور سٹیم پریس لاہور میں چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
سید الانبیاء محمد و علیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

امابعد۔ ہر ایک انسان کو جسمانی غذا کی رات دن میں ضرورت دو دفعہ ہے۔ لیکن ہر ایک مسلمان کو روحانی غذا کی احتیاج اتنے ہی عرصہ میں پانچ دفعہ اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ فکر معیشت سے اندیشۂ آخرت کتنا زیادہ ہونا چاہیئے۔

خوش قسمتی سے مجھے امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ رسالہ ملگیا جس کی ہر ایک مسلمان کو اشد ضرورت ہے۔ میں اِس کا اردو ترجمہ کر کے پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اہل اسلام کو اس کے موافق نماز پڑھتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مجھے امام ہمام رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے جو اِس کتاب کے اشاعت کنندہ کے حق میں اُنہوں نے کی ہے بہرہ مند فرمائے۔

جو لوگ اپنے یار و احباب میں اِس کتاب کی اشاعت کرینگے اور فروخت میں ساعی ہونگے وہ سب انشاء اللہ تعالیٰ حضرت امام علیہ الرحمۃ کی دعا مستجاب میں شمولیت کے مستحق ہونگے۔

محمد سلیمان۔ ولد قاضی احمد شاہ صاحب

سکنہ منصور پور۔ علاقہ گورنمنٹ پٹیالہ

کے گھر جلا دینے کی تہدید فرمائی۔ پس اگر مسجد میں نہ آنا معصیت کبیرہ عظیمہ نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی تہدید نہ فرماتے۔ حدیث میں ہے مسجد کے ہمسایہ کی نماز بجز مسجد کے نہیں ہوتی۔ اور مسجد کا ہمسایہ وہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ جس کے گھر اور مسجد میں چالیس گھروں کا فاصلہ ہو۔ غرض نماز ایسا فرض ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے یہی فرض ہوئی اور زندگی مبارک کے ختم پر سب سے آخری حکم آنحضرت صلعم نے اسی کا دیا۔ اور اسلام میں سے سب سے آخر میں جدا بھی یہی ہوتی ہے۔ اور اس کے جاتے رہنے کے بعد اسلام اور دین کچھ بھی نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے۔ جس نے موذن کی آواز سُنکر مسجد میں بلا کسی عذر کے نماز نہ پڑھی۔ تو وہ نماز نہیں ہوتی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ کے حال میں ہے۔ ایک آدمی اُن کو نماز میں نظر نہ پڑا۔ آپ اُس کے گھر پہنچے۔ آواز دی وہ نکلا۔ آپ نے پوچھا نماز میں تم نہیں آئے۔ کہا عذر تھا اور اگر میں امیر المومنین کی آواز نہ سنتا تو اندر سے نہ نکلتا۔ اور نکل بھی نہ سکتا تھا۔ فرمایا تو نے اُس پکارنے والے کی پکار کو ہی نہ سنا جو خدا کی طرف سے نماز کے لئے پکارتا تھا۔ اور جس کی اطاعت تجھ پر بہ نسبت میرے زیادہ ضروری تھی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ سے ہی ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک قوم کے شخص مسجد میں نہیں آئے۔ فرمایا یہ کیا بات ہے۔ وہ کیوں پیچھے رہ گئے اِن کو دیکھ کر اسی طرح اور بھی پیچھے رہ جائینگے۔ اُن کو مسجد میں آنا چاہیئے۔ اور گردن پھلانگنے والوں کی تکلیف رہی اُن کو مسجد میں آنے سے مانع نہ ہونی چاہیئے۔ پھر فرمایا نماز میں حاضر ہوا کرو۔ نماز میں حاضر ہوا کرو۔ نماز میں حاضر ہوا کرو۔

ابن مکتوم رضؓ کی حدیث میں ہے۔ انہوں نے عرض کی اے رسول خدا میں بوڑھا آنکھوں سے نابینا ہوں۔ گھر بھی میرا دور ہے۔ اور مسجد تک آنے میں مجھے کھجوروں کے جھنڈ اور صاف میدان کو بھی طے کرنا ہوتا ہے۔ تو کیا مجھے اجازت ہے؟ کہ گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ اذان کی آواز بھی وہاں تم سُنتے ہو یا نہیں۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا مسجد میں آیا کرو۔ دیکھو رسول خدا نے ایسے شخص کو مسجد میں حاضر نہ ہونے کی رخصت نہیں دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاضی ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طبقات میں مہنا بن یحیٰی الشامی مصاحب امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ کا ترجمہ لکھتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ہم کو خبر دی مبارک نے قرأت سے کہا ہم کو خبر دی ابراہیم نے کہا ہم کو خبر دی ابن عمیر نے کہا ہم کو خبر دی طیب نے کہا ہم کو خبر دی احمد قطان سہیمی نے کہا ہم کو خبر دی سہل تستری نے کہا ہم کو قرأت کی مہنا بن یحیٰی شامی نے۔

کہ یہ خط ہے نماز کے بارہ میں۔ اس کی شان کی بزرگی اور احکام کے بیان میں۔ اور جو نماز کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے۔ ان باتوں کی اہل اسلام کو بہت ضرورت ہے کیونکہ وہ نماز کو ہلکا سمجھنے لگے۔ اور اُسے ضایع کرنے لگے۔ اور امام سے پہل کرنا شروع کر دیا اس خط کو امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کے نام لکھا تھا۔ جن کے ساتھ اُنہوں نے ایک نماز پڑھی تھی۔

لوگو میں نے تمہارے ساتھ نماز پڑھی۔ اور تمہاری مسجد میں ایسے شخص بھی دیکھے جو رکوع سجود اور اُٹھنے بیٹھنے میں امام پر سبقت کرتے ہیں۔ حالانکہ امام پر سبقت کرنے والے کی نماز نہیں۔ اور یہ مسئلہ احادیث و آثار سے ظاہر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول اللہ راسه راس حمار (جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اُٹھاتا ہے کیا وہ خدا سے نہیں ڈرتا۔ کہ اُس کے سر کو خدا گدھے کا سر بنا دے) ظاہر ہے کہ یہ وعید اس لئے ہے۔ کہ اُس کی نماز خراب گئی۔ اور نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ اگر نماز ہو جاتی تب تو ثواب کی امید تھی۔ اور گدھے کا سر بننے کے عذاب کا خوف بھی نہ تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الا فاہم یں کعہ قبلکم و ین فع قبلکم (امام رکوع بھی تم سے پہلے کرے اور سر بھی تم سے پہلے اُٹھائے) براء بن عازب کہتے ہیں ہم لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتے۔ جب آپ قومہ سے سجدہ کے لئے جھکتے۔ تو مقتدیوں میں سے کوئی بھی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی مبارک کو زمین پر رکھ لیتے۔ ہاں اصحاب نبوی کا طریق یہی تھا۔ کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے رہتے۔ آپ سجدہ کے لئے جھکتے۔ تکبیر کہتے۔ اور پیشانی کو زمین پر رکھ دیتے۔ اور یہ لوگ اب تک کھڑے ہوتے۔ جب آنحضرت پیشانی کو زمین پر رکھ لیتے۔ تب یہ اتباع کرتے اور سجدہ میں جاتے۔ اصحاب نبوی سے منقول ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے بھی ہو جاتے۔ اور ہم لوگ سجدہ میں ہی پڑے ہوتے۔ ابن مسعودؓ سے حدیث ہے۔ کہ انہوں نے ایک شخص دیکھا جو امام پر سبقت کرتا ہے۔ کہا نہ تو نے اکیلے نماز پڑھی نہ جماعت سے۔ اب سمجھ لو کہ جس نے نہ اکیلے نماز پڑھی ہو نہ جماعت سے۔ وہ کون ہوتا ہے۔ وہی ہوگا جس کی نماز ہوئی ہی نہیں۔ ابن عمرؓ سے حدیث ہے۔ انہوں نے ایک شخص دیکھا۔ جو امام سے پہل کرتا ہے۔ کہا نہ تو نے اکیلے نماز پڑھی اور نہ امام کے ساتھ پھر اُسے (تادیباً) مارا اور حکم دیا کہ نماز لوٹا کر پڑھے۔ دیکھو اگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اُس کی نماز ہو گئی ہوتی۔ تو اعادہ کے لئے نہ فرماتے۔ ابن حطان عبداللہ سے روایت ہے۔ ہم کو موسیٰ اشعری نے نماز پڑھائی۔ ایک پیچھے سے بولا کہ نماز کو خوبی اور ستھرائی سے پڑھایا۔ جب ابو موسےٰ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو پوچھا یہ کس نے کہا تھا۔ سب کترا گئے۔ پھر پوچھا کچھ جواب نہ ملا۔ ابو موسیٰ نے کہا۔ ابن حطان شاید تو بولا تھا۔ میں نے کہا بخدا میں نہیں بولا۔

ابو موسیٰ نے کہا تم جانتے بھی ہو کہ نماز میں کیا کہو۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز بھی سکھائی۔ اور جو نماز میں کہنا چاہیئے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہے۔ جب امام تکبیر کہے۔ تم تکبیر کہو۔ جب وہ قراءتؔ پڑھے تم چُپ کرو۔ جب و لا الضالین پر پہنچے تم اٰمین کہو۔ خدا تمہاری دعا کو قبول فرمائیگا۔ جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے۔ تب تم تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ اور جب سر اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تم سر اُٹھاؤ اور اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ خدا تمہاری سُنیگا۔ پھر جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تم تکبیر کہو اور سجدہ کرو۔ پھر جب سر اُٹھائے۔ اور تکبیر کہے تم سر اُٹھاؤ اور تکبیر کہو۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اِن کے ساتھ ہیں۔ پھر جب امام قعدہ میں ہو تم کہا کرو التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات۔ غرض پورا تشہد۔ اب اِس کی شرح سُنو۔ ارشاد نبوی کہ جب تکبیر کہے تکبیر کہو۔ اِس کے یہ معنی ہیں۔ کہ امام کے منتظر رہو۔ جب وہ تکبیر کہہ کر فارغ ہو جائے اُس کی آواز پوری ختم ہولے۔ پھر اس کے بعد تم تکبیر کہو۔ اول تو عام لوگ نماز کو ہی ہلکا جانتے اور بیدل ہی سمجھتے ہیں۔ پھر ان احادیث سے تو بہت کچھ جہل و غلطی میں ہیں۔ جب امام نے تکبیر کہی۔ اُسی وقت اُسی کے ساتھ خود تکبیر کہہ دی۔ حالانکہ یہ خطا ہے۔ اور شایاں یہ ہے کہ جب امام تکبیر سے فارغ ہوئے۔ اُس کی آواز پوری ہو چکے۔ اُس وقت تکبیر کہا کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادؔ کہ جب امام تکبیر کہے تم تکبیر کہو" کے بھی یہی معنے ہیں۔ کیونکہ جب تک امام پورا لفظ اللہ اکبر نہ کہہ لے اُس وقت تک نہیں کہہ سکتے کہ امام نے تکبیر کہہ لی۔ پس لوگوں کا امام کو تکبیر کہتے ہوئے خود تکبیر کہنا خطا ہے۔ اور ارشاد نبوی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر تم یہ کہو کہ جب زید نماز پڑھ لے تو اِس سے یہ کہہ دینا۔ تو اُس کے یہ معنی ہونگے۔ کہ جب تک وہ نماز سے فارغ ہو۔ اُس وقت تک انتظار کرو۔ اور فراغ نماز کے بعد اُس سے بات کرو۔ بیشک اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ نماز میں ہی ہو۔ اور تم بات شروع کر دو۔ تو "جب امام تکبیر کہے تم تکبیر کہو" کے بھی یہی معنی ہیں۔ جو مثال بالا سے ظاہر ہوئے۔ ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ کہ امام فقیہہ نہیں اور اُس نے اللہ اکبر خوب کھینچکر اور لمبا کر کے کہا اور مقتدی جو امام کے ساتھ تکبیر کہنے کا عادی ہے۔ تکبیر امام ختم ہونے

سے پہلے اپنی تکبیر کہہ بھی چکا۔ اور نماز میں داخل بھی ہوگیا۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جو شخص نماز میں امام سے پہلے داخل ہوتا ہے۔ اُس کی نماز نہیں ہوتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "جب امام تکبیر کہے اور رکوع کرے۔ تب تم تکبیر کہو اور رکوع کرو"۔ اِس کے یہ معنی ہیں کہ تم امام کی تکبیر اور رکوع کر لینے کا انتظار کرو۔ جب تک اُس کی آواز پوری ہو لے۔ یہ کھڑے رہیں۔ پھر اتباع کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "جب امام سر اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تب سر اُٹھاؤ اور اللھم ربنا کہو"۔ اس کے معنے بھی ہیں کہ تم رکوع میں ٹھہرے رہو۔ امام سر اُٹھالے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لے۔ اور اُس کی آواز پوری ہولے۔ تب مقتدی سر اُٹھائیں۔ اور اللھم ربنا لک الحمد کہیں۔ اور یہ ارشاد کہ جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تب تکبیر کہو اور سجدہ کرو۔ اِس کے معنے یہ ہیں کہ تم قومہ میں ہی رہو یہاں تک کہ امام تکبیر کہے۔ اور سجدہ کے لئے جُھکے اور پیشانی کو زمین پر رکھدے۔ اُس وقت اتباع کرو۔ (اور سجدہ کے لئے جُھکو) براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث اسی طرح مروی ہے۔ اور یہ تفصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لا الامام یرکع قبلکم ویسجد قبلکم کے موافق ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "جب امام تکبیر کہے اور سر اُٹھائے تم بھی سر اُٹھاؤ اور تکبیر کہو"۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ سجدہ میں ٹھہرے رہو۔ اور پھر جب امام سر اُٹھا کر تکبیر کو پورا کر کے قیام یا (قعود) کر چکے تب اتباع کرو۔ اور اپنے سروں کو اُٹھاؤ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ "یہ اِن کے ساتھ ہیں" کی تفصیل و شرح یہی ہے۔ کہ امام کا تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جانا۔ اور مقتدی کا حالت قیام میں اس کا انتظار کرنا اور پھر اتباع میں رکوع کرنا امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر آواز کا پورا کر لینا۔ اور مقتدی کا رکوع میں ہی پوری آواز کا سننا اور پھر سر اُٹھا کر ربنا لک الحمد کہنا غرض ہر رفع[1]

[1] رفع۔ بلند ہونا۔

ہر خفض[1] میں اسی طرح یہی صورت نماز کو تمام بنانے والی ہے۔ اِس کو سمجھ دیکھ کر مضبوط رکھو اور یہ یاد رکھو کہ امام سے پہلے رکوع یا سجود رفع یا خفض میں پہل کرنے سے نماز نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے" کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ نماز پڑھینگے اور نماز نہ ہوگی۔ مجھے خوف ہے کہ وہ یہی (امام احمدؒ اپنے وقت کو کہتے ہیں) زمانہ نہ ہو۔ میں نے کوئی سَو مسجدوں میں نماز پڑھی ہوگی۔ مگر مَیں نے کسی مسجد کے نمازیوں کو نہ دیکھا جو نماز اس طرح ادا کرتے ہوں۔ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضوان اللہ علیہم سے مروی ہے۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور اپنی نمازوں کا اور جو تمہارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اُن کی نمازوں کا دھیان رکھو۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر ایک شخص نے اچھی طرح نماز ادا کی۔ تمام و کمال آداب پورے کئے۔ پھر اس نے ایسا شخص دیکھ پایا جو نماز کو خراب کرتا اور امام سے سبقت کرتا ہے۔ اور وہ دیکھ کر چپ کر رہا۔ خرابی کو درست کرنے اور امام پر سبقت کرنے سے نہ روکا۔ اور اُس کو نصیحت نہ کی۔ تو اُس کے بوجھ بھار میں یہ بھی شریک ہوا۔ اور خطاکار ٹھہرا۔ اور نماز کو اچھی طرح سے ادا کرنے والا بھی دوسرے کو نہ روکنے اور نصیحت نہ کرنے کے باعث اس خرابی کرنے والے کے ساتھ شریک بن گیا۔ جیسا کہ حدیث میں بلال بن سعیدؓ سے ہے۔ کہ جب خطا چھپائی جائے۔ تو اُس کا ضرر خطاکار کو ہے۔ مگر جب ظاہر ہو۔ اور اُسے روکا نہ جائے۔ تو اُس کا ضرر سب کو ہے۔ کیونکہ اوروں پر یہ فرض تھا۔ کہ ایسی حالت میں اس خطا کی روک کرتے۔ اور خطاکار انکار قائم کرتے۔ نیز حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ ویل للعالم من الجاھل حیث لایعلمہ" جب عالم جاہل کو نہیں سکھلاتا اُس پر ویل ہے۔ دیکھو اگر جاہل کی تعلیم عالم پر واجب ولازم اور فریضہ نہ ہوتی اور تطوع سے بڑھ کر نہ ہوتی تب سکوت پر عالم وامام کے لئے ویل نہ ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نوافل کے ترک پر اخذ نہیں فرماتا

[1] خفض۔ نیچے جانا۔

بلکہ فرائض کے ترک پر ہی مواخذہ فرماتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ جاہل کو سکھلانا فرض ہے۔ اور اسی لئے چپ کر رہنے اور اُسے نہ سکھلانے پر وعید بھی ہے۔ پس لوگو جاہل کی تعلیم کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جس کا سکھلانا فرض واجب لازم ہے۔ اور اس واجب کا تارک خطاکار و آثم ہے۔ ہاں سب مسجد والوں کو سکھلا دو کہ نماز درست کریں۔ اور پوری پوری ادا کریں۔ اور سمجھا دو کہ اُن کی تکبیر اور رکوع و سجود رفع و خفض امام کی تکبیر اور رکوع و سجود رفع و خفض کے بعد ہوا کرے۔ نماز کا پورا ادا کرنا بھی یہی ہے۔ جو لوگوں پر واجب و لازم ہے۔ اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

آہ کیا تعجب خیز ہے۔ کہ ایک شخص اپنے گھر میں اذان سن کر بیتابانہ اُٹھے اور تیار ہو کر نماز کے لئے آئے (جس کا ارادہ نماز کے سوا اور کچھ نہ ہو) پھر کبھی ایسی حالت ہو۔ کہ اندھیری رات ہے۔ بوندا باندی ہو رہی ہے۔ یہ بیچارہ کیچڑ میں لت پت ہو جائے اور کپڑے بھی اسکو اُتارنے پڑیں۔ کبھی یہ ہو۔ کہ گرمی کا موسم اور اندھیری رات ہے حشرات الارض کا خیال بھی دل میں گزر جاتا ہے۔ کبھی یہ کہ نماز کا شائق خود ہی مریض یا ضعیف ہے۔ مگر ان سب صورتوں میں نماز کا شوق اور محبت اس پر ایسا غالب ہے کہ گھر سے نکل ہی پڑتا ہے مگر جب امام کے ساتھ نماز شروع کی اور شیطان نے اس پر اپنا داؤ کھیلا۔ تب یہ رکوع یا سجدہ میں امام پر سبقت کر لیتا ہے۔ کیونکہ شیطان چاہتا ہے۔ کہ اُس کے عمل کو باطل اور نماز کو خراب کر دے۔ تب وہ بیچارہ مسجد سے ایسی حالت میں نکلتا ہے۔ کہ اُس کو نماز سے کچھ حصہ نہیں۔

پھر تعجب یہ ہے۔ کہ یہ سب جو رکوع و سجود میں امام پر سبقت کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے میں ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ سب کے سب امام کے سلام کے منتظر رہتے ہیں پس رکوع و سجود میں ان کو کیا ہو جاتا ہے۔ بجز اس کے کہ شیطان ان سے اپنا داؤ کھیلتا ہے اور یہ لوگ نماز کو ہلکا سمجھتے اور یوں ہی جانتے ہیں اور ان کا اسلام میں حظ اور حصہ بھی

اسی قدر ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ جس نے نماز چھوڑ دی اُس کے لئے اسلام میں کچھہ حصّہ نہیں۔ اسی طرح جو نماز کو ہلکا سمجھتا اور خفیف جانتا ہے وہ اسلام کو بھی خفیف سمجھتا ہے۔ بیشک لوگوں کو اسلام میں حظ اسی قدر ہے۔ جس قدر نماز میں حظ ہے۔ اسلام کی رغبت اُن کے دل میں اتنی ہی ہے۔ جتنی نماز کی ہے۔ اے بندۂ خدا۔ اپنی طرف خیال کر اور اللہ سے ڈر کہ اللہ سے تُو اسی حالت میں ملے۔ جب تیرے دل میں اسلام کی کچھہ قدر نہ ہو۔ کیونکہ اسلام کی قدر تیرے دل میں اتنی ہی ہے جتنی نماز کی۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ الصلوٰۃ عمود الاسلام (نماز اسلام کا ستون ہے) کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ جب خیمہ کی چوب گر جاتی ہے۔ تو میخیں اور طنابیں اُسے روک نہیں سکتیں۔ اور جب چوب کھڑی ہو جائے تو رسّہ اور میخ تب ہی کام آتے ہیں۔ بس یہی مثال نماز کی اسلام کے ساتھ ہے۔ اس راز کو دیکھ لو۔ اور سمجھ لو۔ اور نمازوں کو سنوار لو۔ نماز کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ہاں اِس بارہ میں ایک دوسرے کی نگہداشت کرو۔ اور ایک دوسرے کو غفلت و نسیان سے چونکانے کے لئے نصیحت کرتے رہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ وتعاونوا علی البر والتقوی[1]۔ بیشک نماز سب نیکیوں سے افضل ہے۔ اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہے۔ کہ دین میں سے پہلی چیز جو جائیگی وہ امانت ہے۔ اور جو سب سے پیچھے جائیگی وہ نماز ہے۔ اور ایسے لوگ نماز پڑھینگے جن کو اس میں کچھہ حصّہ نہ ہوگا۔ نیز حدیث میں ہے۔ کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندہ سے نماز کا سوال ہوگا۔ نماز قبول پڑی۔ تو سارے عمل قبول ہو گئے۔ نماز پھیر دی گئی۔ تو سب عمل پھیر دیئے گئے۔" اس بات کو سمجھو۔ کہ دین میں سے آخری بھی نماز ہے اور کل کو جو ہم سے سوال ہوگا۔ اُن میں سب سے پہلی بھی نماز۔ پس جب نماز جاتی رہی تو اسلام اور دین ہی جاتا رہا۔ کیونکہ نماز ٹھہری اسلام کا سب سے آخری حصّہ۔ اور جب کسی شے کا آخر نہ رہا تو وہ کچھ بھی نہ رہی۔ ہاں اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ اپنے دین کے آخری حصّہ کو ذرا

[1] اور مدد کرو ایک دوسرے کی نیکی اور تقوے پر۔

سنبھال رکھو۔ اور نماز میں سستی کرنے کو دین کا کھو دینا سمجھ لو۔ نماز کی عظمت کرو۔ اور نماز کی پابندی میں اللہ تعالےٰ سے بالخصوص ڈرتے رہو۔ جیساکہ عموماً ڈرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کی شان کو بلند دکھلایا۔ اس کی بزرگی بیان کی۔ اور نمازیوں کا شرف جتلایا۔ اور دیگر طاعات میں سے خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اور بہت سے مقامات میں خصوصیت کے ساتھ اس کے لئے حکم دیئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اُن نیک اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ جن سے فردوس کا داخلہ ضروری ہے۔ تو اور اعمال کو شروع ہی نماز کے ذکر سے کیا۔ اور پھر آخر میں مکرر ذکر نماز فرماکر ان اعمال کو بیچ میں بیان فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوٰتہم خاشعون (نجات پائی اُن مومنوں نے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں) بس پہلے ہی صفت نماز کو ذکر فرمایا۔ اور دیگر اعمال طاہرہ۔ زکیہ۔ مرضیہ سے مومنین کو بعد میں موصوف کیا۔ اور پھر فرمایا والذین ہم علیٰ صلوٰتہم یحافظون اولٰئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان اعمال والوں کے لئے نماز کے ذکر میں دو دفعہ فردوس کے خلود کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو عیب لگایا۔ اور اُن کو لوم ہلع۔ جزع اور خیر سے ہٹ رہنے سے منسوب کیا۔ مگر نماز والوں کو اُن میں سے مستثنےٰ فرما دیا۔ چنانچہ وہ مقام یہ ہے۔ ان الانسان خلق ہلوعا اذا مسہ الشر جزوعا و اذا مسہ الخیر منوعا۔ پھر استثنےٰ فرمایا۔ الا المصلین الذین ہم علیٰ صلوٰتہم دائمون والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم اسکے بعد پھر اعمال زکیہ۔ طاہرہ مرضیہ شریفہ کیساتھ والذین ہم بشہاداتہم قائمون تک توصیف فرماکر اُن کی مدح و ثنا کا خاتمہ نماز پر محافظت رکھنے کی تعریف پر فرمایا اور ارشاد کیا والذین ہم علیٰ صلوٰتہم یحافظون

اولٰئک فی جنّٰتٍ مکرمون گویا ان اعمال والوں کے لئے جنت میں عزت و کرامت کو ضروری قرار دیا۔ اور ان اعمال کے آغاز و انجام پر نماز کا ہی ذکر فرمایا۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ سب اعمال تو طاعت کی تحت میں ہیں۔ اور نماز کو طاعت کا ہی نام ہے۔ مگر تمام طاعات میں خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اتل ما اوحی الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ۔ دیکھو تلاوت کتاب میں جمیع طاعات کے کرنے اور جمیع معصیت سے بچنے کا حکم آگیا تھا۔ پھر بھی نماز کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان[1] الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر یہ نماز کی خصوصیت سے توصیف فرمائی۔ پھر فرمایا۔ وامر[2] اھلک بالصلوٰۃ و اصطبر علیھا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک اس میں حکم دیا ہے۔ کہ اپنے اہل کو بھی نماز کے لئے کہے۔ اور خود نماز کے لئے پابندی رکھے۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے[3] یا ایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علی الخٰشعین۔ اس میں سب مسلمانوں کو سب طاعتوں پر استعانت رکھنے کا حکم دیا۔ اور اس کو صبر و صلوٰۃ سے مقرون کر دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے وصی خلیل ابراہیم اور لوط و یعقوب و اسحاق علیہم السلام کی خبر دی ہے۔ پہلے[4] یا نار کونی برداً و سلاماً علیٰ ابراھیم۔ کا ذکر فرما کر آخر میں فرمایا۔ و اوحینا[5] الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ۔ اِس آیت میں سب نیکیوں کا (جن سے تمام طاعات کا ادا کرنا اور تمام معصیتوں سے بچنا مراد ہے) مجملاً ایک جگہ ذکر کیا۔

---

۱ نماز فحش اور برائیوں سے روک لیتی ہے۔

۲ اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیا کر۔ اور خود بھی اس پر قیام کیا کر۔ ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے رزق دینے والے تو ہم ہیں۔

۳ اے مومنو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ استعانت چاہو۔ اور یہ نماز (سب پر) بھاری ہے۔ بجز ان کے جو خدا کے سامنے عجز کرنے والے ہیں۔

۴ اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی بن جا۔

۵ ہم نے ان کو نیک کام کرنے اور نماز قائم رکھنے کی وحی کی۔

اور نماز کا ذکر علیحدہ کیا۔ اور اُس کی وصیّت خصوصیّت سے فرمائی۔ اِسی طرح حضرت اسمٰعیل کے ذکر میں فرمایا۔ وکان[۱] یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا اس آیت میں اُن کی تعلیم وہدایت کی ابتدا نماز سے بیان فرمائی۔ نجی اللہ موسٰی علیہ السلام کے ذکر میں ھل اتٰک حدیث موسٰی کے آخر میں فرمایا اننی[۲] انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلواۃ الزکواۃ اس میں ادائے طاعت اور اجتناب معصیت کو فاعبدنی کے لفظ میں مجملاً بیان فرمایا اور نماز کو جدا کرکے اس کے لئے خصوصیّت سے حکم دیا۔

فرمایا اللہ عزّوجل نے والذین[۳] یمسکون بالکتاب و اقاموا الصلواۃ کتاب پر تمسک کرنے میں سب طاعتوں کے بجالانے اور سب معصیتوں کے چھوڑ دینے کا ذکر آگیا تھا۔ مگر نماز کا خاص طور پر ذکر ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بتلایا۔ کہ جو نماز کو ضایع کرنے والا ہے اُس پر اور معصیتوں سے پہلے عذاب واجب ہوجاتا ہے۔ فرمایا فخلف[۴] من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا اتباع شہوات میں جملہ معاصی آگئے تھے۔ مگر اِن سب کو اللہ تعالیٰ نے نماز کھو دینے سے منسوب فرمایا۔ یہ ہیں قرآن مجید کی آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نماز کی عظمت۔ اور دیگر اعمال پر اُس کے تقدم کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز اُس کا جداگانہ ذکر فرما کر اُس کے لئے خصوصیت سے وصیّت کی ہے۔ بیشک نماز کی شان بہت بڑی ہے اور یہ معاملہ بہت بھاری ہے۔ اور

---

۱ اسمٰعیل اپنے کنبہ والوں کو نماز اور زکواۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

۲ میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے تم میری ہی عبادت کرو۔ اور میری یاد کے واسطے نماز کو قائم رکھو۔

۳ جو کتاب پر تمسک رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

۴ پھر اُن کے بعد نااہل رہ گئے۔ جو نماز کو ضائع کرتے اور شہوتوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ یہ غی۔ (وادی جہنم) میں ڈالے جائینگے۔

نماز ہی وہ ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہر ایک عمل اور ہر ایک حکم سے پہلے اپنے رسول کو دیا۔ اور نماز ہی وہ ہے۔ جس کے لئے دنیا سے سدھارتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخری حکم دیا اور ارشاد فرمایا[۱] اللہ اللہ فی الصلوٰۃ و ما ملکت ایمانکم بلکہ حدیث میں یہ بھی ہے۔ کہ ہر ایک نبی کا دنیا سے رخصت ہونے کے وقت سب سے آخری حکم اور آخری ہدایت نماز کی بابت ہی رہی ہے۔ اور حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس مبارک سے فرمایا کرتے۔ [۲]الصلوٰۃ الصلوٰۃ غرض فرائض میں سب سے پہلا فرض بھی نماز ہے۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حکم بھی اسی کے لئے ہے۔ اور سب سے آخر میں جو اسلام کے فرائض میں سے بندہ سے جدا ہوتی ہے وہ بھی نماز ہی ہے۔ اور سب سے پہلے جس عمل کا قیامت کو سوال ہوگا وہ بھی نماز ہی ہے۔ اسلام کا ستون بھی یہی ہے۔ اور اس کے بغیر نہ دین رہے نہ اسلام۔

بھائیو۔ خداوند کریم تمہارے سب کاموں میں عموماً اور نماز میں خصوصاً مدد فرمائے۔ تم نماز کو خوب اچھی طرح پکڑ لو۔ اور اس کے ضایع ہو جانے کا اندیشہ کرو۔ اور خفیف سمجھنے سے باز آؤ۔ اور نماز میں امام پر سبقت کرنے سے بچے رہو۔ دیکھو شیطان اپنا داؤ کھیل کر تم کو نماز سے خارج نہ کردے کیونکہ یہی دین کا آخری حصّہ ہے۔ اور جب آخری حصّہ ہی جاتا رہا تو سب کچھ ہی جاتا رہا۔

نماز میں جو امام ہو اُسے بھی سمجھا دو۔ کہ نماز کا اہتمام کرے۔ اور تمکن و وقار سے ادا کرے تاکہ مقتدی بھی رکوع و سجود میں تمکن کر سکیں۔ جس دن میں نے اس مسجد میں نماز پڑھی تھی۔ تو رکوع و سجود میں تین تسبیحات سے زیادہ نہیں کہہ سکا تھا۔ امام نے جلدی کی۔ نہ خود وقار کیا نہ کرنے دیا۔ آپ بھی جلدی کی اور لوگوں کو بھی جلدی میں ڈالا۔ امام کو بتلا دو کہ اگر امام نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اُس کو اپنی نماز اور مقتدیوں کی نمازوں کا ثواب بھی ملتا ہے۔ حدیث میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تسبیح تام تو سات دفعہ ہے۔ اور درمیانہ پانچ۔ اور کم سے کم تین۔ اب امام کو لازم

---

[۱] نماز کے بارہ میں اور جو تمہارے ہاتھوں کے زیر دست ہیں۔ اُن کے بارہ میں خدا کو یاد کرو۔ خدا کو یاد کرو۔
[۲] نماز۔ نماز۔

نہیں کہ تسبیح میں عجلت کرے۔ اور سُرعت و مبادرت دکھلائے۔ بلکہ چاہیئے کہ تسبیحات کو پورا کرے اور تمکن و وقار سے ادا کرے۔ کیونکہ جب امام تسبیح میں تعجیل کریگا۔ تو مقتدی تسبیح نہ کہہ سکینگے۔ اور وہ بھی مبادرت کرینگے اور امام پر سبقت کرینگے۔ اور اُنکی نماز فاسد ہو جائیگی اور ان سب کا گناہ امام پر رہیگا۔ لیکن جب امام نے مبادرت نہ کی اور وقار کے ساتھ کلام و تسبیح کو پورا پورا ادا کیا۔ اور مقتدی بھی ادا کر سکے اور اُن کو جلدی بھی نہ کرنی پڑی۔ تو امام نے اپنا حق پُورا کر دیا۔ اور اُس پر کچھ بوجھ بھار نہیں رہا۔

امام کو یہ بھی کہہ دو۔ کہ جب رکوع سے سر اُٹھائے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو سیدھا معتدل کھڑا رہے اور ربنا و لک الحمد وقار و اطمینان سے بلا عجلت اور سُرعت کے کہے اور اگر ربنا و لک الحمد ملاء السموات و ملاء الارض تک کہلے تو یہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب آپ رکوع سے سر اُٹھاتے۔ تو کہا کرتے ربنا و لک الحمد ملاء السموات و ملاء الارض و ملاء ما شئت من شئی بعد لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذا الجد منک الجد۔ یہ وہ دعا ہے جس میں آج طمع کرتے ہوئے لوگ معلوم نہیں ہوتے حضرت انس رضؓ سے ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اُٹھاتے۔ تو اتنا قومہ فرماتے۔ کہ لوگ سمجھتے آپ بھول گئے۔ لیکن آج ادھر کون توجہ کرتا ہے کم سے کم یہ تو ضرور ہے۔ کہ رکوع سے سر اُٹھانے میں جلدی نہ کرے۔ اور ربنا و لک الحمد کہنے میں بھی عجلت نہ کرے۔ بلکہ تمکن اور وقار کے ساتھ پُورے حروف میں بلا عجلت اور گھبراہٹ کے ادا کرے۔ تاکہ سب لوگ اُس کے ساتھ مل جاویں۔ پھر جب پہلے سجدہ کے بعد سر اُٹھائے۔ تو اعتدال کے ساتھ اتنی دیر تک بیٹھ جاوے کہ رب اغفرلی الخ اطمینان سے ادا ہو سکے۔ اور سجدہ میں گرے ہوئے مقتدی جلسہ میں اُس کو مل سکیں۔ پہلے سجدہ کے بعد دوسرے سجدہ کے لئے جلدی ہرگز

له ۱ اے ہمارے پروردگار۔ حمد جو آسمانوں اور زمینوں کو بھر دے۔ اور اتنی جسے تو پسند کرے۔ تیرے ہی لئے ہے۔ جسے تو عطا کرے۔ اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور جس سے تو روک لے اُسے کوئی دے نہیں سکتا۔ اور عزت والے اپنی عزت سے تیرے سامنے کچھ فائدہ نہیں پا سکتے۔

نہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو بھی جلدی کرنی پڑے۔ اور وہ اس جلدی میں امام پر بھی سبقت کر جاویں۔ اور اُن کی نماز جاتی رہے۔ اور امام کو گناہ لگے۔ بیشک مقتدی تو تب ہی ٹھہرینگے۔ اور اطمینان کرینگے۔ جب اِن کو امام کے ٹھہرنے کا خیال ہو جاویگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک نماز کا پڑھانے والا راعی ہے جس سے رعیّت کا سوال ہوگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر ایک امام مقتدیوں کا راعی ہے۔ اب دیکھو کہ امام کو کس قدر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو رکوع اور سجود میں سبقت کرنے سے روکے اور ساتھ کے ساتھ بھی رکوع و سجود سے منع کردے اور بتلادے کہ مقتدیوں کا رکوع اور سجود امام کے رکوع و سجود میں جانے سے بعد ہونا چاہیئے لازم ہے۔ کہ مقتدیوں کو اچھا ادب سکھلائے۔ عمدہ تعلیم دی۔ کیونکہ یہ راعی ہے۔ اور کُل کو رعیّت کی بابت اُس سے سوال ہوگا۔ یہ بھی دیکھو کہ امام کو نماز کا سنوار کر پڑھنا۔ پورا ادا کرنا اور اپنی پوری توجہ اسی پر لگا دینا۔ کس قدر ضروری۔ ہے۔ جبکہ سنوارنے میں اُسکو مقتدیوں کی نماز کا بھی ثواب ہے۔ اور خراب کرنے میں مقتدیوں کی نماز کا گناہ بھی۔ ہاں مسلمانوں کو یہی چاہیئے کہ امام اُسی کو بناویں۔ جو اُن میں نیک اور زیادہ تر دیندار ہو۔

حدیث شریف میں ہے۔ کہ جب کوئی شخص جماعت کرائے۔ اور اُس کے پیچھے اُس سے افضل شخص ہو۔ تو وہ ہمیشہ پستی میں رہتے ہیں۔ نیز حدیث میں ہے۔ اجعلوا امر دینکم الیٰ فقہاءکم و ائمتکم قراءکم اور اس کے معنے یہ ہیں کہ فقہا اور قراء دین اور فضیلت والے۔ اللہ تعالیٰ کو جاننے والے اور اُس سے ڈرنے والے ہیں۔ وہ اپنی اور مقتدیوں کی نماز کا خیال رکھنے والے۔ اور اپنی یا مقتدیوں کی خرابی سے جس سے نماز میں خلل ہو۔ بہت ڈرنے والے ہیں۔ اور یاد رہے کہ قرا کے معنی سے حفظ قرآن ہی نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن مجید کو ایسا شخص بھی حفظ کر لیتا ہے۔ جو نہ قرآن پر عمل کرتا ہے۔ اور نہ دین کی پرواہ۔ نہ قرآن مجید کے حدود کو قائم کرتا ہے۔ اور نہ فرائض خداوندی کو بجا لاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

انؔ احق الناس بھذا القرآن من کان یعمل بہٖ وان کان لا یقرأ۔ پس امامت کا مستحق وہ ہے۔ جو علم اور خوف من اللہ میں اوروں سے بڑھ کر ہو۔ اور یہ بات نہایت ضروری ہے۔ تاکہ نماز بھی درست ادا ہو۔ لیکن اگر اس امر کو ترک کیا جائیگا۔ تو قوم ہمیشہ پستی او ادبار میں رہیگی۔ دین میں نقص عائد ہوگا۔ اور یہ لوگ اسی قدر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور خدا کے بہشت سے دور رہینگے۔ خداوند کریم اُس قوم پر رحمت کرے جنہوں نے اپنے دین کا خیال رکھا۔ اور نماز کا فکر کیا۔ اور نیک بندوں کو امام بناکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اقتدا کیا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو ڈھونڈا ہے۔

امام کو یہ بھی بتلادو کہ تکبیر اولےٰ کہنے سے پہلے اپنی جگہ کھڑا ہو کر دائیں بائیں نظر بھی ڈال لیا کرے۔ اگر صف ٹیڑھی ہو اور کندھے برابر نہ ہوں۔ تب صف سیدھی کرادے۔ اور شانہ کے ساتھ شانہ لگوادے۔ اور اگر صف کے بیچ میں فاصلہ چھٹا ہوا ہو تو لوگوں کو قریب کردے۔ تاکہ ایک دوسرے سے مل جاویں۔ یہ یاد رکھو کہ صفوں میں کجی اور نمازیوں کی نابرابری نماز کو ناقص کردیتی ہے۔ اس لئے اس سے حذر کرنا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صف درست کرو۔ جیسے پختہ دیوار۔ شانہ برابر کرو۔ فاصلہ مت چھوڑو۔ کہ بکری کے بچہ کی طرح اُس میں سے شیاطین گزر کرتے رہیں۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ بھی یہی مروی ہوئی ہے۔ کہ آپ اپنی جگہ کھڑے ہو کر دہنے بائیں نظر ڈالتے۔ اور شانہ سے شانہ برابر کرنے کا حکم دیتے۔ اور فرمایا کرتے مختلف نہ ہو اس سے تمہارے دل مختلف ہو جاوینگے (نعوذ باللہ) حدیث شریف میں ہے۔ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صف پر نظر ڈالی۔ ایک شخص کی چھاتی صف سے آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ فرمایا شانہ برابر کرلو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دیگا۔ ان احادیث سے واضح ہے۔ کہ صف کا درست کرنا جو ایک شخص کو دوسرے سے قریب اور

ؔ قرآن کا زیادہ ترحق دار وہ ہے۔ جو اس پر عمل کرتا ہے۔ گو قاری نہ ہو۔

برابر کرنے کا نام ہے ، نماز کو پورا کر دینے والا ہے۔ اور اس کا درست نہ کرنا نماز میں نقص پیدا کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا۔ کہ جب مصلّی پر کھڑے ہوتے۔ تو اُس وقت تک تکبیر نہ کہتے۔ جب تک اُن کو وہ آدمی جو ترتیب صفوف پر مقرر تھا خبر نہ دیتا کہ صفیں برابر ہو چکی ہیں۔ عمر بن عبد العزیز رح کا بھی یہی حال تھا۔ اور یہ بھی روایت ہے۔ کہ حضرت بلال رض صف سیدھی کرنے پر تھے۔ وہ ایڑی پر درہ مارتے۔ جب تک لوگ برابر نہ ہو جاتے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روایت سے یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ بلال رض کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اقامت نماز کہنے سے پہلے ہوتا ہو۔ کیونکہ دوسری حدیث میں یہ آچکا ہے کہ بلال رض نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پھر کسی شخص کے لئے اذان نہیں پڑھی بجز ایک دن کے جب وہ شام سے لوٹ کر آئے تھے۔ جب لوگوں نے اُن کی اذان کا بہت شوق ظاہر کیا۔ اور اصحاب رسول و ابوبکر صدیق رض نے بھی اُن کو کہا تو انہوں نے اذان پڑھنی شروع کی۔ جب اہل مدینہ نے بلال رض کی آواز سُنی تو اس عرصہ کے بعد اُن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو گئی۔ بلال رضی اللہ عنہ کی آواز نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات کو سامنے کر دیا۔ اور سب کے سب شوق میں بیتاب ہو گئے۔ یہاں تک کہ بعض تو دیدار قدسی آثار کے اشتیاق میں بے اختیار پکار اُٹھے۔ کہ بخدا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے۔ غرض جب بلال کی آواز و اذان نے لوگوں کو بیتاب کر دیا۔ تو سب رو پڑے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ پردہ نشین عورتیں گھر سے نکل پڑیں۔ اور عفت مآب مستورات باہر آگئیں۔ کیونکہ بلال رض کی آواز نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد دلا کر ایک عجیب شوق سب میں پیدا کر دیا تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ جب اذان کہتے ہوئے اشہد ان محمداً رسول اللہ تک پہنچے تو رک گئے اور اذان پوری نہ کر سکے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شوق و درد نبوی سے بیتاب و بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ بلال رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین و انصار پر رحمت فرمائے۔

اور ہم کو اُن کے تابعین باحسان میں سے فرمائے۔
معشر مسلمین تم اپنی نماز کو درست کرو۔ اور مضبوط پکڑو۔ اور سنت نبوی کو نماز میں لازم جان لو۔ اور آپ کے صحابہ کا اقتدا ضروری سمجھو۔ کیونکہ ایسا کرنا تم پر لازم و واجب ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اِس اتباع کرنے والے سے اپنی خوشنودی اور جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرمایا۔ [لہ] والسّابقون الاوّلون من المهاجرين و الانصار و الذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه و اعد لهم جنّٰت تجرى تحتها الانهار خالدين فيها ابدًا۔ ذالك الفوز العظيم اس سے ثابت ہوگیا کہ مہاجرین اور انصار کا اتباع قیام قیامت تک لوگوں پر واجب ہے
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کی نماز میں دو سکتے ہوتے تھے (۱) شروع نماز کے وقت (۲) جب قرات سے فارغ ہو جاتے رکوع سے پہلے۔ یہاں تک کہ سانس لے لیں۔ اکثر امام اس کے خلاف بھی ہیں۔ مگر (صحیح یہی ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کے بعد ضرور سکوت فرماتے تھے۔ پس تم بھی اپنے امام کو سمجھا دو۔ کہ جب قرأت سے فارغ ہو جائے تو قیام میں ہی ٹھہرا رہے۔ اور رکوع سے پہلے پورا سانس لیلے۔ اور قرات اور تکبیر رکوع کو آپس میں ملا نہ دے۔
ایک اور عادت ہے۔ جو لوگوں نے بلا کسی وجہ کے اختیار کر رکھی ہے۔ حالانکہ ہر طرح سے وہ مضبوط و توانا ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ قومہ سے سجدہ کو جاتے ہوئے تو گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے ہاتھوں کو زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ اور جب سجدہ سے فارغ ہو کر یا تشہد پڑھ کر اٹھنا ہوتا ہے۔ تو پہلے گھٹنوں کو اٹھاتے ہیں۔ اور ہاتھ پیچھے۔ حالانکہ یہ خطا ہے۔ اور اتفاق فقہاء کے خلاف ہے۔ اور ثانیاً یہ ہے۔ کہ

لہ اور سبقت کرنے والے اولین مہاجرین انصار میں سے اور وہ لوگ جنہوں نے ان کا اتباع اچھی طرح کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہے۔ اور وہ اِس سے خوش۔ اُن کے لئے جنتیں تیار کی گئی ہیں۔ جن کے نیچے پانی بہتا ہے۔ یہ لوگ وہاں ہمیشہ رہینگے۔ یہ بڑی مراد ہے۔

سجدہ میں جاتے وقت پہلے زمین پر گھٹنے ٹیک کر پھر ہاتھ زمین کو لگا دیں۔ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا حکم اسی طرح ہے۔ یہ مسئلہ لوگوں کو بتلا دو۔ اور جو ایسا نہ کرے اُسے روک دو۔
اور یہ بھی کہہ دو کہ نہض[1] دونوں قدموں کے سروں پر کرے اور دونوں قدموں میں سے
کوئی ایک آگے پیچھے نہ ہو۔ عبداللہ بن عباسؓ سے ہے کہ نہض کے وقت قدموں
کا آگے پیچھے کرنا نماز کو قطع کر دیتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کے لئے پسندیدہ یہ ہے کہ
اُس کی نگاہ سجدہ کی جگہ پر لگی رہے۔ نہ تو آسمان کی جانب آنکھ اُٹھا کر دیکھے۔ اور نہ ادھر
اُدھر دھیان کرے۔ کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی نماز جاتی رہتی ہے
جب سجدہ کرے ہاتھوں کی انگلیوں کو کانوں کے برابر رکھے۔ اُنگلیاں ملی ہوئی اور قبلہ رُخ
ہوں۔ بازو۔ کہنی کھلے ہوئے اور رانوں سے الگ رہنے چاہئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت ہوا ہے۔ کہ آپ کی حالت سجدہ میں اگر کوئی بہیمہ[2] بھی نیچے سے گذرنا چاہتا
تو گذر سکتا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ رانیں اور بازو ایسے کھلے اور بلند ہوتے تھے۔ صحابہ سے
بھی یہی مروی ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو سجدہ میں کھلے اور جُدا جُدا ہوتے
تھے۔ بھائیو۔ خدا تم پر رحم کرے۔ سجدہ کو ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ اور ذرا سی بات بھی
مت چھوڑو۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ بندہ سات اعضا پر سجدہ کرتا ہے۔ .....
اُن میں سے جس عضو کو سجدہ میں نہ لگایا۔ وہی عضو بندہ پر لعنت کرتا ہے۔ شایاں یہ ہے
کہ جب رکوع کرے۔ تو گھٹنوں پر ہتھیلیوں کو ٹکا دے۔ اُنگلیاں کھلی رکھے۔ بازو اور [illegible]
پر زور رکھے۔ پیٹھ ہموار ہو۔ سر نہ بلند ہو۔ نہ آگے کو گرا ہوا۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے حال میں ہے۔ کہ جب آپ حالت رکوع میں ہوتے۔ تو اگر پانی کا بھرا ہوا پیالہ بھی
رکھا جاتا تو اپنی جگہ سے نہ ہلتا۔ کیونکہ پشت کے ہموار اور رکوع کے پورا کرنے میں آپ کے

۱ نہض۔ برخاستن و راست و بالا شدن۔
۲ ایک حدیث میں بکری کا بچہ آیا ہے۔

نہایت مبالغہ تھا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ اپنی نمازیں درست کرو۔ اور رکوع و سجود ٹھیک ٹھیک ادا کرو۔ کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے۔ اور سنوار کر پڑھتا ہے تو ایک نور بلند ہوتا ہے۔ اور آسماں کے دروازوں تک جاتا ہے۔ اُس کے لئے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ وہ نماز والے کے لئے شفاعت کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ خداوند کریم تیری نگہداشت رکھے۔ جیساکہ تو نے میری نگہداشت کی ہے۔ اور جب کوئی بندہ نماز خراب کرتا ہے۔ اور رکوع و سجود کو پورا نہیں کرتا۔ اور حدود کو بجا نہیں لاتا تو وہ نماز اوپر چڑھتی ہے۔ تاریکی لئے ہوئے۔ اور پکارتی ہے۔ کہ خدا تجھ کو ضایع کرے جیساکہ تو نے مجھ کو ضایع کیا ہے۔ جب وہ آسماں کے دروازوں تک پہنچتی ہے تو اُس کے لئے دروازے بند ملتے ہیں۔ اور نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹا جاتا ہے اور پھر اُس نمازی کے منہ پر لوٹا کر ماری جاتی ہے۔

نمازی کو چاہیئے۔ کہ جب تشہد میں بیٹھے تو بائیں پاؤں کو فرش بنا کر اُس پر بیٹھ جائے اور دہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور ابہام کے پاس کی انگلیوں کو قبلہ رُخ رکھے۔ وسطی کو حلقہ بنائے۔ اور باقیوں کو بند کرے اور جب سترہ آگے ہو تو اُس کے نزدیک ہو کر نماز پڑھے کیونکہ یہی مستحب ہے۔ اور چاہیئے کہ کوئی شخص اس کے آگے کو گزر نہ کرے۔ کیونکہ یہ مکروہ ہے، حدیث میں ہے من صلے الی ستر ۃ فلیدن منها فان الشیطان یکر بینہ و بینھا [1] لیکن لوگوں نے نمازی کے آگے سے گزر جانے میں بہت تہاون کر رکھا ہے حالانکہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ آگے سے گذرنے والے کو ہٹاؤ۔ اگر انکار کرے تو پھر ہٹاؤ۔ اگر پھر انکار کرے تو تپانچہ لگاؤ۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔ دیکھو اگر گزرنے والے کیلئے چھٹی ہوتی۔ تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تپانچہ لگانے کو نہ فرماتے۔ یہ حکم تو

[1] جو کوئی سترہ آگے رکھ کر نماز پڑھے وہ سترہ سے قریب ہو جایا کرے کیونکہ سترہ اور آدمی کے درمیان سے شیطان گزر کرتا ہے۔

گزرنے والے کی۔ اور نمازی کی جب وہ گزرنے والے کو نہ روکے بڑی خطا ثابت کرتا ہے
حدیث میں ہے اگر نمازی کے آگے کو گزرنے والا اِس گناہ کو جان لے۔ تو چالیس خریف
(سال) تک انتظار کرنے لگے۔ حدیث میں ہے۔ کہ ابو سعید خدریؓ نماز پڑھ رہے تھے
مروان کے برادر زادہ نے آگے سے گزرنا چاہا۔ انہوں نے روکا۔ وہ باز نہ آیا۔ انہوں نے تپانچہ
لگایا۔ وہ مروان کے پاس آیا۔ اور اِن دنوں میں مروان حاکم مدینہ تھا۔ اُس نے ابو سعید کی
شکایت کی۔ اور ابو سعید بھی اُس کے پیچھے ہی پونچ گئے۔ مروان نے کہا یہ شکایت کرتا ہے
کہ تم نے تپانچہ لگایا۔ اور ابتدا بھی تمہاری جانب سے ہی ہوئی۔ ابو سعید نے کہا ہم کو رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ کہ جو نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا چاہے
اُسے روک دیں۔ باز نہ آئے تو تپانچہ لگا دیں۔ کیونکہ وہ شیطان ہے۔

انسان جب نماز صبح کے لئے اُٹھے تو اُسے مناسب ہے۔ کہ گھر میں دو رکعتیں پڑھ لے۔ تب
مسجد کو جائے اور ادائے نماز تک ذکر کرتا رہے۔ درمیان میں گفتگو کرنا خطا ہے۔ ہاں اگر
ضروری کلام ہو مثلاً جاہل کو سکھلانا بتلانا یا روکنا تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ جاہل کو بتلانا تو
لازم و واجب ہے۔ اور اس کا اجر بھی ذکر سے جو مستحب ہے بہت زیادہ ہے۔ اور مستحب و سُنن بھی
اُس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک واجب ادا نہ کیا جائے۔ چنانچہ حدیث میں بھی یہی آیا ہے
لا یقبل اللہ نافلۃ حتی یودی الفریضہ[۱]

جب مسجد کی طرف چلے تو لازم ہے کہ خضوع و خشوع اور خوف اِس پر طاری ہو۔ سکینہ اور
وقار اُس سے ظاہر ہو۔ جتنی نماز امام کے ساتھ مل جائے پڑھ لے۔ اور باقی کو پورا کرے۔ اِس
بارہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی موجود ہے۔ کہ آپ مسجد کی طرف ہمیشہ
چلنے کا حکم دیتے تھے۔ اور ہاں کچھ مضائقہ نہیں اگر تکبیر اولےٰ پا لینے کے لئے ذرا سی سُرعت
بھی کرلے۔ بشرطیکہ تعجیل تک نوبت نہ پہنچے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے۔ کہ جب صحابہ

۱ے۔ خدا نفل قبول نہیں کرتا جب تک فرض ادا نہ ہو۔

کو تکبیر اولےٰ کے فوت کا خوف ہوتا اور اُس کے پالینے کی امید ہوتی۔ تو کسی قدر سرعت کر لیا کرتے تھے۔ واضح ہو کہ جب کوئی بندۂ خدا گھر سے نکلکر مسجد کو آتا ہے۔ تو وہ زبردست شہنشاہ واحد قہار عزیز الجبار کی طرف آتا ہے۔ گو کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہے کہ وہ خدا سے غائب رہا ہو۔ وہ تو کیا ایک رائی کا دانہ بھی چھوٹا ہو یا بڑا زمین کے طبقات میں ہو یا سموات پر سمندروں کی تہ میں ہو یا سخت دشوار گزار پہاڑوں کی بلند چوٹی پر کسی حالت میں اللہ تعالی سے غائب نہیں ہے۔ غرض کہ بندہ اُس شہنشاہ کی حضور میں آتا ہے۔ اور خدا کے گھروں میں سے اُس گھر میں ذکر و تسبیح کے لئے داخل ہوتا ہے۔ جس میں صبح و شام خدا کے مخلص بندے اُس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں۔ اور تجارت و منفعت بھی اُن کو ذکر الہی اور نمازوں کے قائم رکھنے اور زکواۃ ادا کرنے سے روک نہیں سکتی۔ وہ اُس دن سے ڈرتے ہیں۔ جب دل اُلٹ جاینگے اور آنکھیں پھٹ پڑینگی

جب گھر سے نکلے تو حالات دنیوی اور خیالات مشغلوں کو چھوڑ کر تفکر و ادب کرتا ہوا چلے اور سکینہ و وقار کے ساتھ قدم اُٹھائے۔ خوف و رجا طاری ہو۔ ذلت اور تواضع نمایاں ہو کیونکہ جو شخص خدا کے سامنے تواضع اور خضوع و خشوع ظاہر کرتا ذلیل بنتا ہے۔ اُسی کی نماز زیادہ تر پاکیزہ اور شرف و قرب اور قبول خداوندی سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ لیکن جب کوئی غرور دکھلاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس سے ناراض ہو کر اس کے عمل کو رد فرما دیتا ہے۔ کیونکہ وہ متکبرین سے کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ایک رات برابر جاگتے اور ذکر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو کہا ابراہیم کا رب بھی کیسا اچھا رب ہے اور ابراہیم بھی اُس کا کیسا اچھا بندہ ہے۔ (خیر یہ تو کہ گزرے) دن چڑھا کھانے کا وقت ہوا تو کوئی شخص نہ ملا۔ جو آپ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے۔ اور عادت شریف یہ تھی کہ آپ دوسرے کو ساتھ بٹھلا کر کھانا کھلانے کو پسند کرتے تھے۔ جب کوئی نہ ملا تو کھانا لیکر راستہ پر چلے گئے کہ کوئی گزرنے والا گزرے تو اُسی کے ساتھ

کھائیں۔ آسمان سے دو فرشتے اُترے اور آپ کی طرف کو آئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُن کو
کھانے کے لئے کہا۔ اُنہوں نے مان لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا اس باغ میں چلو۔
اُس میں پانی کی نہر ہے۔ اُس کے پاس بیٹھکر کھائینگے۔ غرض باغ میں آ گئے۔ لیکن اگر
دیکھا تو نہر خشک پڑی تھی۔ اور پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ بہت ہی
سخت گزرا۔ اور یہ حالت دیکھکر اپنی بات پر آپ کو ندامت ہوئی۔ فرشتوں نے کہا کہ آپ پروردگار
سے دعا کیجئے۔ اور نہر میں پانی آجانے کا سوال فرمائیے۔ دعا کی تو اس کا بھی کچھہ اثر ظاہر
نہ ہوا۔ تب تو حضرت کو اور بھی سخت قلق ہوا۔ آپ نے اُن سے کہا۔ کہ تم دونوں دعا کرو
ایک نے دُعا کی تو نہر میں پانی آگیا۔ دوسرے نے دُعا کی تو نہر بھر گئی۔ پھر اُنہوں نے
بتلایا۔ کہ ہم تو فرشتے ہیں اور آپ کی دعا قبول نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ کو رات بھر
تک ذکر کرتے رہنا اچھا معلوم ہوا تھا۔ اے بھائیو۔ خداوند کریم تم پر رحم فرمائے۔ تکبر
سے بچتے رہو کیونکہ تکبر کے ہوتے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ نماز میں تواضع اختیار
کرو۔ اور جب نماز میں کھڑے ہو جاؤ تب اُن نعمتوں اور احسانوں کو جو خدا نے تم پر کئے ہیں
اور جیسے تم اپنے دل میں جانتے ہو۔ یاد کرو۔ اور یہ بھی دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نعمتیں
دیکر تم کو عزت دی۔ اور تم نے گناہ کرکے اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ اس لئے خضوع وخشوع
کے لئے نہایت مبالغہ کرنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسٰے بن مریم
علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی۔ کہ جب تم میرے سامنے کھڑے ہوا کرو۔ تو حقیر وذلیل بن کر
اور اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کھڑے ہوا کرو۔ کیونکہ نفس ملامت ومذمت کا بہت
ہی مستحق ہے۔ پھر جب تم مجھ سے دُعا مانگو تو اُس وقت یہ حالت ہونی چاہیئے۔ کہ تمہارے
اعضاء کانپ رہے ہوں۔ دوسری حدیث میں ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی
وحی ہوئی۔ پس جب انبیاء ورُسل کا یہ حال ہے۔ تو جانِ برادر اب دیکھ لے کہ تیرے نفس کو
کس قدر ذلیل ہونا چاہیئے۔ اور تجھے کس قدر مذلت نفس پر ڈالنی چاہیئے۔

ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کے حال میں ہے۔ کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو خوف الٰہی کی وجہ سے چہرہ کی سُرخی جاتی رہتی اور مسلم رحمتہ اللہ کے حال میں ہے۔ کہ جب نماز میں ہوتے تو ایسے مشغول ہوتے کہ اپنے شغل اور خدا کے خوف میں اُن کو کوئی آواز سُنائی نہ دیتی۔ اور عامر بن عبدی جن کو عامر بن عبد قیس بھی کہتے ہیں۔ کہا کرتے تھے۔ کہ گردن پر تلوار کا رکھ دیا جانا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ میں نماز پڑھتا ہوا دنیا کے کسی شغل کا فکر کروں۔ سعید بن معاذ کا قول ہے۔ کہ اگر کسی نماز میں دنیا کا وسوسہ میرے دل میں آگیا ہے تو میں نے اُس نماز کو ضرور پھیر لیا ہے۔ ابی الدرداء کی حدیث میں ہے۔ کہ خداوند عزوجل کے سامنے چہرہ کو خاک آلود کرنا ضروری ہے) کیونکہ بڑے سے بڑا درجہ بندہ کا معبود کے سامنے یہی ہے۔ اِس لئے لازم ہے کہ مٹی سے نہ بچو اور خاک پر سجدہ کرنے کو مکروہ نہ جانو کیونکہ خداوند کریم کے حضور میں جب عجز و نیاز ضروری ہے۔ تو پھر مٹی سے بچاؤ کیسا۔ بلکہ یہ تو حق کا ادا کرنا ہے۔ کیونکہ بندہ کی تمنا اپنی گردن کو عذاب سے آزاد کرا لینے اور ایسی آگ سے رہائی پا لینے کی ہے جس کے سامنے بہت بلند دشوار گزار سخت چٹان والے پہاڑ بھی جو زمین کی میخیں بنے ہوئے ہیں نہیں ٹھہر سکتے اور نہ یہ زمین ہی جو مخلوق کی گھر ہے اور نہ یہ سمندر ہی جس کا قعر معلوم نہیں۔ تو پھر ہمارے ضعیف بدنوں۔ بودی ہڈیوں۔ کمزور چمڑیوں کی تو کیا حقیقت ہے۔ پناہ بخدا جہنم سے۔ پناہ بخدا آگ سے۔

بھائیو۔ جس کو یہ استطاعت ہے۔ کہ وہ نماز میں اللہ عزوجل کی طرف دیکھ سکے تو وہ ایسا ہی کرے۔ جس کو یہ توفیق نہ ہووے تو وہ یہ سمجھ لے۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی جانب دیکھ رہا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو وصیت فرمائی۔ اور اُس میں یہ ارشاد کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرتا رہ کہ تو اُس کو دیکھ رہا ہے اگر ایسا نہیں تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت جب عام حالات کے لئے ہے تو پھر نماز کے وقت بندہ کو اس پر عمل کس قدر ضروری ہو جائیگا جبکہ وہ خاص مقام اور خاص

حالت کے ساتھ اُس کے حضور میں کھڑا ہوتا اور اُس کے رُوبرُو حاضر ہوتا ہے۔ اور یہ ایسی حالت ہے کہ دوسری حالت میں اُس کو میسّر نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جب بندہ نماز شروع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُس کی جانب رُخ فرماتا ہے۔ اور اُدھر سے رُخ نہیں بدلتا جب تک بندہ اپنے رُخ کو نہ بدلے۔ اور دہنے بائیں دیکھنے نہ لگ جائے۔ حدیث میں ہے۔ کہ بندہ جب تک نماز میں رہتا ہے۔ اُس کو تین باتیں میسّر ہوتی ہیں۔ (۱) نیکی۔ جو آسمان کے کنارہ سے لیکر اُس کے سر تک پھیلتی ہے (۲) اُس کے قدموں سے لیکر آسمان تک فرشتے اُسے گھیر لیتے ہیں۔ (۳) ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ بندہ اگر اُس کو جان لے تو کبھی نماز سے مُنہ نہ پھرائے۔

اللہ تعالیٰ رحم کرے اُس بندہ پر جس کی نماز میں خضوع و خشوع ہے۔ جو ذلیل اور خائف۔ ترساں و لرزاں عبادت ادا کرتا ہے۔ اُس کی رحمت کا امیدوار بنتا ہے۔ اور نماز و مناجات میں اپنی تمام توجہ اور مصروفیت لگا دیتا ہے۔ اور قیام و قعود۔ رکوع و سجود میں خوف کو دل میں جگہ دئے رکھتا ہے اور دل و دماغ کو اسی سعی میں لگائے رکھتا ہے اور اس جد و جہد سے فرض کو ادا کرتا ہے۔ کہ خدا جانے اس نماز کے بعد پھر یہ درجہ (شہنشاہ حقیقی کے حضور میں کھڑے ہونے اور دلی عرض معروض کرنے کا) نصیب ہویا نہ ہو۔ وہ اپنی طاعت کی قبولیت کا امیدوار اور رد سے خائف ہوتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ اگر قبول پڑی تو زہے سعادت۔ اور اگر لوٹا دی گئی تو ولے شقاوت۔

اے عزیز ذرا خیال تو کر۔ کیسے اندیشہ کا مقام ہے۔ نماز ہو یا کوئی اور عمل فرض۔ کہ جب ہم یہ نہیں جانتے کہ یہ نماز قبول ہو گی یا نہیں کوئی نیکی لکھی جائیگی یا نہیں۔ کوئی گناہ معاف ہوگا یا نہیں۔ تو ہم کو ایسی حالت میں اپنے عمل اور اپنے بوجھ کے لئے کس قدر زیادہ رنج و غم۔ فکر و درد کرنا چاہیئے لیکن برخلاف اس کے تو ہنس رہا ہے اور غفلت میں پڑا ہے اور سمجھتا ہے کہ چار دن کی زندگی تجھے نفع دیگی۔ حالانکہ تجھے یقینی طور پر معلوم ہو چکا

ہے۔ کہ آگ پر تیرا گذر ہونا ہے۔ اور اس بات کی تجھے خبر نہیں کہ تو نے اِس پر سے پار بھی
گزر جانا ہے یا نہیں۔ تو ایسی حالت میں گہرے غم اور سچے سوز کا مستحق تجھ سے بڑھ کر کون
ہے۔ جب تک کہ تیرے اعمال کی قبولیّت نہ ہو جاوے۔ اسی حالت کے ساتھ یہ بھی
غور کر۔ کہ شام کے بعد صبح کی اُمید تو نہیں کر سکتا۔ اور نہ صبح کے بعد شام کی توقع۔ پھر یہ
بھی تو نہیں جانتا کہ اگر زندگی ختم بھی ہو گئی۔ تو جنّت کی بشارت ملیگی یا دوزخ کا فرمان
نافذ ہو گا۔ پیارے عزیز اس نہایت خوفناک حالت کو میں نے ظاہر کر دیا ہے اور
تو سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں اہل و مال پر خوشی کرنے کا کوئی حق تجھ کو حاصل نہیں
تعجب اور سخت تعجب تو تمہاری لمبی غفلت اور سراپا اور کامل لہو ولعب پر ہے۔ کہ
اتنے بڑے کام سے تو کیسا غافل ہو رہا ہے اور ہر روز شب اور ساعت و لمحہ کدھر کھنچا
جا رہا ہے اور موت اچانک آنے والی ہے۔ پس اس بڑے خطرہ سے جس نے تمہارے
سر پر سایہ ڈال رکھا ہے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ موت کا مزہ تم نے ضرور چکھنا اور اُس سے
ضرور تم نے ملنا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ صبح ہی یا شام ہی (جیسا جلد اور آسانی سے اُس نے
آجانا ہے) تجھے آلے اور گھر بار سے تجھے جُدا کر دے۔ جس کے بعد بہشت ہے یا دوزخ
جن کی صفت نہیں ہو سکتی۔ بیان قاصر ہیں۔ اور معرفت نامعلوم اور احاطہ دشوار۔ کیا تم نے
نیک صالح بندہ کا یہ قول نہیں سُنا۔ کہ دوزخ سے بھاگنے والا کیونکر سوتا ہے۔ اور
بہشت کا طالب کیونکر آرام کرتا ہے۔ بخدا اگر تیرے سینہ میں دل نہیں رہا تو تُو ہلاک
ہوا۔ اور پوری شقاوت گہرا رنج و غم کل کو تب ہو گا جب یہ بخت اہل عذاب کا ساتھ
ہو گا۔ لیکن اگر تجھے یہ خیال ہے کہ تو عذاب سے بچنے اور ثواب حاصل کرنے میں ساعی ہے
تو پھر جتنا بڑا یہ خطرہ اور اندیشہ ہے اتنی ہی کوشش بھی کر۔ دیکھ خبردار دنیا کی اُمیدیں
اور تمنائیں کہیں تجھے دھوکے میں ہی نہ رکھیں۔

واضح ہو کہ اسلام میں روز بروز نقص وادبار بڑھتا جاتا ہے۔ یہ پھول کملا رہا ہے اور یہ

عالیشان عمارت خستہ ہو رہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے تن ذلون فی کل یوم وقد اسس ع بخیار کم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بدء الاسلام غریباً وسیعود غریباً کما بدء۔ فرمایا بہترین امت یہ ہیں جن میں مبعوث ہوا۔ پھر جو ان سے ملتے ہیں پھر جو ان سے ملتے ہیں اور باقی شر ہیں قیامت تک۔ فرمایا ایک زمانہ آئیگا جب اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم رہجائیگی۔ اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تم اپنی اولاد سے بہتر ہو اور وہ اپنی اولاد سے بہتر ہیں۔ اور تمہارے پوتے اپنی اولاد سے اچھے ہیں۔ پھر شر ہے قیامت تک۔ دوسری حدیث میں ہے۔ ایک شخص نے کہا ہم کیونکر ہلاک ہونگے۔ حالانکہ ہم اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دینگے۔ اور وہ اپنی اولاد کو پڑھائینگے۔ فرمایا۔ افسوس۔ کیا یہود تورات اور نصاریٰ انجیل نہیں پڑھتے؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا تو اُن کی توراۃ و انجیل کا پڑھنا کیا کام آیا جب کہ عمل نہیں۔ عرض کی کچھ بھی نہیں اے رسولِ خدا۔

عام طور پر یہ حالت ہے کہ لوگ دین کے بارہ میں بہت ہی بڑے نقصان میں ہیں۔ اور نماز کے بارہ میں تو بالخصوص چنانچہ تین گروہ ہو گئے ہیں۔ دو تو وہ ہیں جن کی نماز ہوتی ہی نہیں۔ یعنی (۱) خارجی۔ رافضی۔ بدعتی۔ کیونکہ یہ لوگ جماعت میں نماز پڑھنے کو حقیر جانتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ ملکر مساجد میں آکر ادا کرنے کو زبوں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کو کفر کی نسبت دیتے ہیں اور اسلام سے خروج کا اتہام لگاتے ہیں (۲) لہو و لعب والے جو مجالس ردیہ میں بیٹھتے اور اعمال سیئہ میں مشغول رہتے ہیں۔ تیسرے اہلِ جماعت ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ ملکر مساجد میں آکر نماز میں حاضر ہونے کو ابتدا سے ہی نہیں چھوڑتے۔ یہ اُن دونوں سے اچھے ہیں۔ اور اُن پر فضیلت رکھتے ہیں۔ بایں ہمہ اِن میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہوں نے امام سے پہلے یا امام کے ساتھ رکوع و سجود و نشست و برخاست کرنے میں نماز کو ترک اور ضایع کر رکھا ہے۔ حالانکہ شایاں یہ تھا کہ ہر رکن بعد فعل امام کے بعد ادا ہو۔ ہم کو ایسے شخص نے جس نے ایام حج میں مسجد الحرام میں

نماز پڑھی ہے۔ بتلایا کہ وہاں بھی میں نے بہت لوگ ایسے دیکھے جو امام پر سبقت کر گزرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ حج میں خراسان سے لیکر افریقہ تک کے لوگ ہوتے ہیں۔ ہم نے خود بھی ایسا ہی دیکھا ہے۔ اور تم بھی ایسا دیکھتے ہو گے۔ کہ کوئی خراسانی ہے۔ کوئی شامی کوئی افریقی۔ کوئی حجازی۔ آئے ہیں۔ حج کرنے کے لئے اور حالت یہ ہے۔ کہ نماز میں امام پر سبقت کرتے ہیں جس سے واضح ہے۔ کہ یہ پہل کرنے کا مرض عام ہو رہا ہے۔ اِس سے زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ بعض فضیلت کے شائق جو جمعہ میں پہلے آنے اور اس بارہ میں شوق و تقدم رکھنے والے ہیں۔ ایسے ایسے ہیں۔ کہ جامع مسجد میں آکر صبح کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور فضیلت کی حرص و طلب میں صبح سے لیکر عصر تک رکوع و سجود قیام و قعود اور تلاوت قرآن میں وقت پورا کر دیتے ہیں۔ اُمید و رجا اور ذکر و فکر میں رہتے ہیں۔ پھر عصر سے تا مغرب دُعاؤں میں گزار دیتے ہیں مگر شیطان ان سے داؤ کھیلتا ہے۔ اور نماز فرض و واجب میں ایسا دھوکا دیتا ہے کہ رکوع و سجود نشست و برخاست میں امام پر پہل کر گزرتے ہیں اور یا اُس کے ساتھ ساتھ ادا کرتے ہیں۔ تب اُن کی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ نوافل سے قرب ڈھونڈتے ہیں۔ اور فرض و واجب کو ضایع کئے دیتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نوافل کو قبول نہیں کرتا۔ جب تک فرض ادا نہ ہو۔ صبح اُٹھ کر جمعہ میں جانے کی فضیلت حاصل کرنی ہو۔ تو اس طرح حاصل کرو۔ کہ اصل ضائع نہ ہونے پائے۔ کیونکہ اصل پاکر زیادتی سے لاپرواہ بن سکتے ہیں۔ اور صرف افزونی کو لیکر اصل کو نہیں کھو سکتے۔ اصل کو کھو دینے والا۔ افزونی کا کھو دینے والا پہلے ہے۔ برخلاف اصل کو قائم رکھنے والے کے۔ کہ اگر اُسے افزونی نہ بھی ملے تو خیر۔ اس کو سوداگر کی مثال پر غور کرو۔ کیا سوداگر زرِ منفعت کو دھیان میں بھی لاتا ہے۔ جب تک اصل زر سرمایہ واپس نہ آجائے۔ اگر کوئی ایسا کرے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نہ زرِ سرمایہ حاصل ہوگا۔ اور نہ زرِ منفعت

ہاتھ آئیگا۔

اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے۔ جو اپنے بھائی مسلمان کو امام سے سبقت کرتے یا ساتھ ساتھ نماز پڑھتے دیکھکر یا اگر تنہا ہی خراب کرکے پڑھ رہا ہو۔ غرض ان حالتوں میں دیکھ کر اُسے سمجھا دے بتلا دے۔ روک دے اور فراموش نہ ہو جائے۔ کیونکہ سمجھانا واجب و لازم ہے۔ اور خموشی کا گناہ ہے۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے۔ کہ جس کلام کا تم کو حکم ہے اس سے روک دے۔ اور برّ و تقویٰ کے تعاون کو جس کی وصیت خدا نے فرمائی ہے ترک کرا دے۔ تاکہ لوگ گنہگار و خطاکار ٹھہریں۔ دین کمزور ہو ہو کر جا مارا ہے سنّت زندہ نہ ہو۔ اور بدعت نہ جے۔ لیکن تم اللہ کی اطاعت کرو۔ باہمی نصیحت اور برّ و تقویٰ پر باہم معاونت کو قائم رکھو۔ شیطان کی اطاعت نہ کرو۔ جو تمہارا صریح دشمن ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا[1]۔ فرمایا

یا بنی اٰدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ[2]

واضح ہو کہ یہ حالت جو پائی جاتی ہے۔ اس کا باعث کل اسلامی دنیا میں وہ لوگ ہیں جو عقل و شعور سے منسوب اور جماعت کرانے کے شائق ہیں۔ اور اپنے آپ کو اہل علم و فقہ میں سے ظاہر کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے فرض نصیحت تعلیم امر و نہی۔ انکار و تغیّر کو چھوڑ دیا اور جاہلوں نے جب کسی کو بتلانے ہٹانے سمجھانے۔ ادب و علم سکھانے انکار کرنے۔ بدل دینے والا نہ دیکھا تو امام پر سبقت کرنے لگ گئے اور ان ہی کیسا تھ بہت سے ایسے شخص جو علم و فقہ بصیرت و نظر سے منسوب تھے شامل ہو گئے۔ کیونکہ نماز کی کوئی وقعت اُن کے دل میں نہ تھی۔ لیکن نہایت تعجب آتا ہے کہ اہل علم جاہلوں کے پیرو کیونکر بن گئے۔ اور امام پر سبقت کرنے کے طریق پر کیونکہ چل نکلے۔ اور

---

[1] شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اُسے دشمن ہی بنائے رکھو۔

[2] اے آدم کے بیٹو شیطان تم کو فتنہ میں نہ ڈال دے۔ جیسا کہ تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکال چکا ہے۔

فقہاء و علماء سے جو علم سنا اور پڑھا تھا۔ اُس کو کیونکر پسِ پشت ڈال دیا۔ بیشک علماء پر حق و واجب تو جاہل کا سکھلانا اور سمجھانا اور روکنا ہی ہے۔ اِس میں سے جتنا کچھ چھوڑ دینگے اُتنے ہی گنہگار عاصی۔ خائن (جاہل کے ساتھ مل جانے سے) ٹھہریں گے۔

اسی طرح اور بہت سے گناہ ہیں مثل غیبت و نمیمہ اور فقراء و ضعیفوں کو حقیر جاننا وغیرہ جن کی بڑی تعداد ہے اور جن میں علماء کا یہی حال ہے۔

حدیث میں ہے۔ ویل ہے اُس عالم کے لئے جو جاہل کو نہ سکھلائے۔ غرض جاہل کی تعلیم فرض و واجب ہے جس سے عالم کو چارہ ہی نہیں۔ کیونکہ اگر سکھلانا نفل ہوتا تو ویل کا لفظ نہ آتا۔ اور اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ فرماتا۔ وہ تو ترک فرائض پر ہی مواخذہ فرماتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم کوئی منکر دیکھو یعنی خلاف شرع کام تو اُسے ہاتھ سے روک دو۔ یہ نہ ہو تو زبان سے یہ بھی نہ ہو تو دل سے ہی۔ اور ایسا شخص ضعیف الایمان ہوگا" صاف ظاہر ہے۔ کہ جو شخص اپنی نماز کو ضائع کرتا ہے خواہ امام پر سبقت کر جانے سے۔ خواہ اُس کے ساتھ ساتھ ادا کرتے رہنے سے۔ خواہ جب اکیلا ہو تو رکوع و سجود کو پورا پورا ادا نہ کرنے سے۔ غرض اِن حالتوں میں وہ منکر کا مرتکب ہے اور وہ چور بھی ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔ اسوء الناس سرقۃ الذی یسرق من صلواتہ[1] لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ نماز میں چوری کیونکر ہوتی ہے۔ فرمایا رکوع و سجود کو پورا نہ کرنا۔ پس نماز کے چور کو دیکھ کر انکار کرنا اور اُسے سمجھانا ضروری ہے۔ اگر تم درہم کے چور کا فعل بُرا سمجھتے اور انکار ضروری جانتے ہو۔ تب یہ سمجھ لو۔ کہ نماز کا چور درجہ میں روپیہ کے چور سے بڑھا ہوا ہے۔ ابن مسعودؓ کا قول ہے۔ کہ اگر کوئی دیکھے۔ کہ ایک شخص نماز کو خراب کر رہا ہے۔ پھر دیکھ کر چپ کر رہے تو اس کے گناہ و ندامت میں یہ بھی حصّہ دار بنتا ہے۔

بلال بن سعدؓ کا قول ہے کہ جب گناہ چھپا کر کیا جائے تو اُس کا ضرر گنہگار پر ہی ہے۔ اور جب علانیہ ہو اور اُسے روکا نہ جائے تو اُس کا ضرر سب کو ہے۔ عام کو ضرر اس لئے ہوا کہ انہوں نے

---

[1] چوروں میں سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔

اپنے فرضِ انکار و تغیر کو ادا نہیں کیا۔ اسی طرح اگر کوئی تنہا کی نماز میں رکوع و سجود ناتمام کرتا رہے۔ تو اس کا بوجھ اُسی پر ہوگا۔ اے بندگانِ خدا تم عموماً اپنے سب کاموں اور خصوصاً نماز کے بارہ میں خداوند کریم سے ڈرتے رہو۔ خود اس پر محکم ہو جاؤ۔ اور اپنے بھائیوں کو اس کی نصیحت کرتے رہو۔ کیونکہ یہی دین کا آخری حصہ ہے اور اس پر تمسک ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اور طاعتوں کی وصیت عام طور پر فرما کر نماز کی خصوصیت سے تاکید فرمائی ہے۔ اور رسولِ خدا صلعم نے بھی منجملہ دیگر ذمہ واریوں کے جو پروردگار کی جانب سے مسلمانوں پر ڈالیں۔ نماز کے لئے خصوصیت سے ذمہ داری فرمائی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت دنیا سے سدھارتے وقت یہی تھی۔ اتقوا اللہ فی الصلوٰۃ و فی ما ملکت ایمانکم۔ اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ ہر ایک نبی کی آخری وصیت دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے تاکید نماز ہی رہی ہے۔ اسلام میں سے سب سے آخر میں یہی جاتی ہے۔ اور اس کے جاتے رہنے کے بعد اسلام اور دین ہی نہیں رہتا سب سے پہلے قیامت کو سوال بھی اسی کا ہوگا۔ اور اسلام کا ستون بھی یہی ہے۔ جس طرح چوب گر جانے کے بعد خیمہ کو میخ و طناب کا کچھ فائدہ نہیں رہتا۔ اسی طرح نماز گئی۔ تو اسلام بھی گیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی دیگر طاعتوں پر اس کو خصوصیت دی ہے۔ اور نماز والوں کو صاحب فضیلت قرار دیا ہے۔ اور نماز سے استعانت اور دیگر طاعات پر صبر رکھنے کا حکم دیکر معصیت سے بچنے کو فرمایا ہے۔ خدا تم پر رحم کرے۔ تم میں سے جو لوگ مسجد میں نہ آئیں۔ اُن کو ہدایت کرو۔ پیچھے رہجانے پر عتاب کرو۔ اور یہ سمجھ لو کہ چپ کر رہنا تمہارے لئے بھی کام نہ دیگا۔ کیونکہ نماز میں غیر حاضر رہنے والا سخت گنہگار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے لقد هممت ان امر بالصلوٰۃ فتقام ثم اخالف الی قوم فی منازلهم لا یشهدون الصلوٰۃ فی جماعتہ فاحرقها علیهم۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں

ا؎ خدا سے نماز اور لونڈیوں غلاموں کے بارہ میں ڈرتے رہو۔ یعنی نماز کو فوت نہ ہونے دو۔ اور لونڈیوں غلاموں سے بلا ضرورت سختی نہ کرتے رہو۔

بس اگر مسجد میں نہ آنے کا عذر کسی کا چل سکتا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ضرور ہی رخصت دیدیتے جن کا گھر دور راہ خراب بدن ضعیف آنکھیں نابینا تھیں۔

اب جو لوگ مسجد میں نہیں آتے وہ بہت بڑا گناہ کرتے ہیں۔ جس کے بارہ میں تم کو نصیحت کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر باوجود قدرت تم ان کو نہیں سمجھاتے ہو۔ تو اس بڑے گناہ میں تم بھی اُن کے شریک ہو۔ ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر نبی کا خداوند کریم نے ایک طریق قائم فرمایا۔ اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی۔ نبی کی سنت و طریق میں سے اِن پانچ نمازوں کا جماعت سے ادا کرنا بھی ہے۔ مجھے خبر ہوئی ہے۔ کہ ہر شخص نے اپنے گھر میں مسجد بنا رکھی ہے۔ اگر تم گھروں میں نماز پڑھنے لگ گئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ بیٹھو گے۔ اور جب سنت نبوی چھوٹ گئی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ بھائیو۔ اللہ سے ڈرو اور جو مسجد میں نہیں آتا اُسے جماعت میں شریک ہونے کے لئے کہو۔ نہیں تو تم بھی گنہگار ہو گے۔ اور اُن کے بوجھ بھار سے سالم نہ رہو گے کیونکہ نصیحت اور انکار تم پر بھی واجب ہے۔ اول تو ہاتھ سے۔ اور یہ نہیں تو زبان سے حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک آدمی قیامت کو ہمسایہ سے دست و گریبان ہوتا آئیگا۔ اور کہیگا کہ خداوندا اس نے میری خیانت کی۔ ہمسایہ عرض کریگا۔ خداوندا میں نے نہ اس کے مال میں خیانت کی نہ اس کے اہل میں۔ وہ کہیگا یہ تو سچ ہے۔ مگر اس نے مجھ کو معصیت میں دیکھا اور منع نہ کیا۔

اب یہ یاد رکھو کہ نماز چھوڑنے والا سب سے بڑھ کر معصیت والا ہے۔ اس لئے تم اِس سے ڈرو کہ وہ کل کو تمہارا دست و گریبان ہو۔ اور پروردگار کے حضور میں تمہارے ساتھ جھگڑا پھیلائے۔ اِس لئے آج اُس کو نصیحت کرنا مت چھوڑو۔ گو وہ گالی دے۔ یا ستلائے یا دشمنی کرنے لگے۔ کیونکہ یہاں کی عداوت اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھگڑے اور لڑائی سے بہت ہلکی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ راہِ خدا میں غم و رنج اور دشنام کی برداشت

تیرے کام آجائے اور تجھے انبیاء کے ساتھ اور اُن کے سچے پیرواں کے ساتھ ملادے۔
غرض ہاں اگر تم کسی کو دیکھو کہ وہ نفل ہی پڑھتا ہے۔ اور رکوع وسجود ٹھیک ادا نہیں کرتا۔ تو تم پر اسے روکنا اور سمجھانا ضروری ہے۔ ورنہ تم بھی اُس خرابی اور گناہ اور تقصیر میں شریک بنتے ہو۔

واضح ہو۔ کہ لوگوں کی جہالت میں سے ایک یہ ہے۔ کہ نوافل پڑھتے ہیں۔ تو رکوع وسجود ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے۔ یہ سمجھ کر کہ یہ تو نفل ہیں۔ اور یہ تو ادا ہو ہی جاتے ہیں حالانکہ ادا نہیں ہوتے۔ کیونکہ جس شخص نے کوئی نفل شروع کر لیا وہ اس پر واجب ہو گیا جس کا تمام وکامل کرنا اُس پر ضروری ٹھہر گیا۔ مثلاً اگر کسی شخص نے نفلی حج کا احرام باندھا تو اب صورت ادا نہ کرنے کے اُس کی قضا ضروری ہے۔ اور اگر حالت احرام میں شکار کر بیٹھا تو کفارہ واجب ہے یا کسی شخص نے نفلی روزہ رکھا۔ پھر عصر کے وقت توڑ دیا۔ تو ایک دن کا روزہ اُس پر واجب ہو گیا۔ یا کسی نے فقیر کو ایک روپیہ دیا اور دیکر پھر لوٹا لیا۔ تو اب اس روپیہ کا فقیر کو ادا کرنا واجب بن گیا۔ غرض ہر ایک نفلی عبادت جس کو بندہ نے شروع کر لیا۔ وہ اچھی طرح سے ادا کرنی اس پر واجب ہو گئی۔ کیونکہ شروع کر لینے سے اِس نے اپنے نفس پر واجب بنالی۔ ہاں اگر شروع نہ کرتا تو اُس پر کچھ بھی نہ تھا۔ غرض جب تم کسی کو نفل یا فرض نماز پڑھتے ہوئے دیکھو تو اُسے سمجھا دو۔ کہ اچھی طرح سے پوری پوری ادا کرے اگر تم نہ سمجھاؤ گے۔ تو گنہگار ٹھہرو گے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اور سب کو بچائے۔

بعض جاہلوں کا قول ہے کہ جب کوئی سہواً امام سے سبقت کر جائے تو اُسے گناہ نہیں یہ لوگ لیس علے من خلف الامام سہواً کے یہی معنے سمجھے ہیں۔ بیشک یہ حدیث ضرور ہے۔ مگر اس کے معنے کرنے میں انہوں نے غلطی کھائی ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ اگر بیٹھنے کی جگہ سہو سے کھڑا ہو گیا۔ یا کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ گیا یا رکعتوں کی تعداد یاد نہ رہی کہ تین ہوئیں یا چار۔ یا کوئی تکبیر کہنی بھول گیا۔ تو

یہ سہو اُس پر کچھ نہیں غرض یہ حدیث امام پر سبقت کرنے کے بارہ میں بالکل نہیں اور اس بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین سے سہو یا غیر سہو کا کچھ فرق مروی نہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اما یخاف الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول اللہ راسہ راس حمار کے آگے الا ان یکون ساھیاً نہیں فرمایا گیا۔ اور نہ سجدۂ سہو کا اُس کو حکم ہوا۔ علیٰ ہذا ابن مسعودؓ کے قول میں کہ "نہ اکیلے پڑھی۔ اور نہ امام کا اقتدا کیا" کے آخر میں سہو کی استثناء نہیں لگائی اور سجدۂ سہو کا حکم نہیں دیا۔ اور قول ابن عمرؓ میں کہ "نہ تنہا پڑھی اور نہ امام کے ساتھ پڑھی" کے آخر میں سہو کی استثنا نہیں کی اور سجدۂ سہو کا حکم نہیں دیا۔ مگر اُسے مار کر اعادہ کا حکم دیا ہے۔ علیٰ ہذا حضرت سلمانؓ کا یہ قول کہ "جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا اور سجدہ کرتا ہے اُس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ جو جھکاتا اور اُٹھاتا ہے" دیکھو اس میں بھی سہو کی قید نہیں لگائی۔ اور سجدۂ سہو کا حکم نہیں دیا۔ سہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا۔ اور حضرت عمرؓ کو بھی اور دیگر اصحاب کو بھی۔ کوئی تو پہلی رکعتوں میں قرأت بھول گیا اُس نے پچھلی رکعتوں میں پڑھی۔ کوئی بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہو گیا۔ یا کھڑے ہونے کی جگہ بیٹھ گیا۔ اور ان سب مقامات میں سجدۂ سہو ہے۔ اور ان کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی احادیث بھی مروی ہیں۔ اور یہی سنت بھی ہے۔ اب رہا امام پر سبقت کرنا اس بارہ میں تو بزرگان دین سے یہی ثابت ہے کہ اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس بارہ میں سہو اور غیر سہو دونوں برابر ہیں۔ اور ایسے شخص کے لئے کوئی موقعہ عذرِ سہو کا نہیں بیشک سہو کے لئے کیونکر موقعہ ہو سکتا ہے۔ کہ ادھر امام تو ذرا جھکا ہی ہے اور یہ سجدہ میں ہی جا گرا۔ یا اس نے تو سجدہ سے سر بھی اُٹھا لیا اور امام ابھی سجدہ میں ہی ہے۔ امام ابھی قرأت سے فارغ ہی ہوا ہے اور یہ امام کے تکبیر کہنے سے پہلے رکوع میں بھی چلا گیا۔

وصلیت تو یہ ہے کہ ہر ایک فعل امام کے فعل سے پیچھے ہونا چاہیئے۔ اور عذرِ سہو

اس بارہ میں کچھ بھی نہیں۔ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ اصحاب نے ایسے شخص کو کبھی معذور سمجھا۔ اور نہ سجدہ سہو کا حکم دیا۔ بلکہ صحابہ نے تو اعادہ کا حکم دیا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کو گدھے کے سر سے تحویل ہو جانے کا خوف دلایا ہے جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ یہ شخص نماز کو ہی خفیف سمجھتا اور حقیر جانتا ہے۔ اور دل میں اس کے لئے کوئی درجہ نہیں رکھتا۔ اس لئے جاہل کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ کہ جس بات میں عذر نہیں چل سکتا وہ اس بارہ میں اپنے آپ کو معذور سمجھتا ہے۔ یہ تو ایسے کام ہیں جن میں عذر نہیں چل سکتا۔

یہ شخص اپنا بوجھ بھی اٹھاتا ہے۔ اور اُن لوگوں کا بوجھ بھی۔ جن کو غلطی میں ڈالتا ہے پھر دلیل ایسی رکیک رکھتا ہے۔ جس سے ابرار اخیار نے کبھی حجت نہیں پکڑی۔

اے بندگانِ خدا۔ اپنی نمازوں کا فکر کرو۔ اور سمجھ لو۔ کہ دین کا آخری حصہ یہی ہے۔ بیشک ہر شخص کو حذر کرنا چاہیئے۔ کہ وہ تو سمجھ رہا ہے کہ نماز پڑھ چکا ہوں۔ حالانکہ نماز نہیں ہوئی کیونکہ حدیث میں ہے۔ کہ بعض آدمی ساٹھ برس تک نماز پڑھتا رہتا ہے۔ اور نماز نہیں ہوئی۔ دریافت کیا گیا۔ کہ یہ کیونکر۔ فرمایا رکوع پورا کرتا ہے اور سجدہ پورا نہیں کرتا سجدہ پورا کرتا ہے اور رکوع پورا نہیں کرتا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ جو رکوع و سجود پورے نہ کرتا تھا۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کہ تم کب سے ایسی نماز پڑھتے ہو۔ اس نے کہا چالیس سال سے۔ فرمایا تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اگر تو اسی حالت پر مرجائے تو فطرت اسلام پر نہ مریگا۔ حدیث میں ہے۔ کہ عبد اللہ بن مسعودؓ اپنے اصحاب میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ بات کرتے کرتے رک گئے۔ لوگوں نے پوچھا آپ رک کیوں گئے فرمایا میں دو شخصوں کی حالت پر تعجب سے دیکھتا ہوں۔ ایک تو وہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہ فرمائیگا۔ دوسرا وہ جس کی نماز خدا قبول نہیں کرتا۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ دونوں کون ہیں۔ کہا جس کی طرف خداوند تعالیٰ نظر نہ فرمائیگا وہ شخص تو وہ ہے

جو اکڑ کر چلتا ہے۔ اور جس کی نماز اللہ تعالےٰ قبول نہیں فرماتا۔ یہ وہ ہے۔ نماز تو پڑھتا ہے۔ مگر رکوع و سجود کو پورا نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ نماز پڑھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آبیٹھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ نماز پڑھ لی۔ عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا نہیں۔ تو نے نماز نہیں پڑھی اٹھ کر پھر پڑھ۔ وہ پھر پڑھ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگیا۔ فرمایا۔ کیا نماز پڑھ چکا۔ کہا۔ ہاں۔ فرمایا۔ نہیں۔ اُٹھ کر پھر پڑھ۔ اُس نے پھر پڑھ لی۔ جب تیسری یا چوتھی دفعہ ہوئی۔ تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کا طریق اُس کو تعلیم دیا۔ اور اُس نے اُس طرح پر پھر نماز ادا کی۔

اللہ تعالےٰ

اُس بندہ پر رحم فرمائے۔ جو اجر اور ثواب کی نیّت سے اِس کتاب کو دُنیا کے مختلف حصّوں میں پھیلائے۔ کیونکہ اہل اسلام کو اس کی بہت احتیاج ہے۔ اور انہوں نے نماز کو خفیف سمجھ کر اُس کے درجہ کو بہت گھٹا رکھا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَالیہ المرجع والمآب حَسْبُنَا اللّٰہ ونعم الوَکِیْل نعم المولیٰ ونعم النَّصِیْر۔

ترجمہ۔ بمقام منصور پور ۲ صفر ۱۳۱۵ہجری کو ختم ہوا۔ ترجمہ کرنے میں سات روز لگے۔

محمد سُلیمان عفی اللہ عنہ

احکام نماز

نماز گذار جنتی اور تارک گنہگار منکر کافر ہے۔ نماز کسی حالت میں معاف نہیں ضروری مسائل اس نقشہ میں درج ہیں۔

نام	تعداد رکعات				اوقات		
	فرض	واجب	سنت	نفل	ابتدائے وقت	انتہائے وقت	مستحب
فجر	٢	٠	٢	[illegible]	صبح صادق	طلوع آفتاب تک	جب روشنی ہو جائے
ظہر	٤	٠	٦ ۱؎	٢	دوپہر ڈھلے سے	دوچند یا ایک چند سایہ ہونے تک	گرمیوں میں توقف چاہیئے۔ اور جاڑوں میں عجلت افضل ہے
عصر	٤	٠	٤	[illegible]	ظہر کے بعد سے	غروب آفتاب تک	جب تک آفتاب زرد نہ ہو
مغرب	٣	٠	٢	٢	بعد غروب آفتاب	غروب شفق سفید یا شرخ تک	بہت عجلت کرے مگر ابر میں توقف چاہیئے
عشا	٤	وتر ٣	٦	٤	مغرب کے بعد	آدھی رات تک اگر سو جائے یا آدھی رات کے بعد پڑھے تو مکروہ ہے	تہائی رات تک مگر ابر میں عجلت چاہیئے
جمعہ	٢	٠	١٠ ۳؎	٢	بعینہ ظہر کا وقت	٠	مسئلہ مریض و معذور گھر میں ظہر بے جماعت پڑھ لیں
عیدین	٠	٢	٠	٠	بعد طلوع آفتاب کے	دوپہر تک	عجلت

۱؎ فرض سے پہلے چار اور فرض کے بعد ۲۔ ۲؎ پہلے چار سنت پھر چار فرض پھر دو نفل پھر تین وتر پھر دو نفل مگر وتر کا وقت عشا کے فرض کے بعد سے صبح تک ہے۔ ۳؎ پہلے چار سنت پھر دو فرض پھر چار سنت پھر دو نفل ۔منہ

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پاک پر یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے قاضی حاجی محمد سلیمان صاحب سلمان منصورپوری نے مدون و مرتب کی ہے۔ علماء سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ اس سے بہتر کوئی کتاب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آج تک کسی زبان میں تالیف نہیں ہوئی۔ جو لوگ اپنے نبی صلعم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی ہیں وہ اس کتاب کو پڑھیں دل میں سرور آنکھوں میں نور ایمان میں تازگی عقیدہ میں پختگی محبت الٰہی میں استحکام اور اطاعت نبوی میں کمال اہتمام حاصل ہو جاویگا۔ یہ کتاب جامعہ ملیہ علیگڈھ کالج اور جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن و نیز ہندوستان کے جملہ اسلامیہ مدارس کے نصاب میں داخل ہو چکی ہے۔

قیمت حصہ اول دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ) محصول ڈاک سات آنہ ۷ر

قیمت حصہ دوم چار روپیہ (للعہ) محصول ڈاک آٹھ آنہ ۸ر

مصنف کی دیگر مطبوعہ کتب

(۱) غایت المرام قیمت ۸ر
(۲) تائید الاسلام قیمت ۸ر
(۳) الصلوٰۃ والسلام قیمت .. ۴ر
(۴) سفرنامہ حجاز با تصویر ۱۲ر
(۵) ایک عرض قیمت ۱ر
(۶) جبران قیمت ۲ر
(۷) انجیلوں میں خدا کا بیٹا قیمت ۲ر
(۸) استقامت قیمت ۲ر
(۹) مہر نبوت قیمت ۳ر
(۱۰) سفرنامہ حجاج وحصص الحق زیر طبع ہیں۔

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے قیمت چار آنہ .. ۴ر

ملنے کا پتہ

شیخ خلیفہ بیت اللہ ضلعدار پنشنر منیجر دفتر رحمۃ للعالمین عطر والا دروازہ پٹیالہ

عربی بول چال

حافظ عبدالرحمن صاحب امرتسری نے مصر، شام اور عراق کی سیاحت کے بعد عربی بول چال کا ایک مفید سلسلہ لکھنا شروع کیا۔ جس کے دو حصے اب تک شایع ہو چکے ہیں۔

حصہ اوّل میں ابتدائی سبقوں میں مفردات لکھ کر پھر ان کے کثیر الاستعمال جملے مرتب کئے ہیں۔ سوال و جواب کا ایک طولانی سلسلہ موالید ثلثہ اور موسموں کے اختلافات بخوبی مذکور ہیں ہر جملہ کے مقابل اُس کا بامحاورہ اردو ترجمہ لکھا گیا ہے۔ خاتمہ پر بارہ سو لفظوں کی فرہنگ مع ترجمہ اردو و انگریزی کے شامل ہے۔ قیمت فی جلد بارہ آنہ ۱۲؍

حصہ دوم میں اضداد کا استعمال۔ غلط اسماء و افعال کی تصحیح۔ صفات کا استحقاق۔ مترادفات۔ ناتمام جملوں کی تکمیل۔ مقدم مؤخر لفظوں کو ترتیب دینے عربی عبارات کے مطالب کو عربی کے ذریعہ ادا کرنے مختلف عبارتوں کو بہ تغیر و تبدل لکھنے کا طریق مع ترجمہ درج ہے۔ ان مطالب کے علاوہ اس میں مضامین ذیل شامل ہیں۔ (۱) مصر و شام کے علماء و تاجروں کے خطوط (۲) مصر و شام کے اخباروں کا انتخاب (۳) گیارہ سو الفاظ جدید کی فرہنگ۔ قیمت فی جلد بارہ آنہ ۱۲؍

کتاب الصرف۔ اس کتاب میں عربی ضروری مسائل میزان الصرف سے لیکر شافیہ تک درج ہیں جملہ مضامین سبقوں میں منقسم ہونے کے ساتھ امثلہ مشقی و سوالات امتحانی بھی درج ہیں قیمت فی جلد ۱۲؍

کتاب النحو۔ اس کتاب میں عربی نحو کے ضروری مسائل نحو میر سے لیکر کافیہ تک درج ہیں سبقوں کی تقسیم اور امثلہ مشقی و سوالات امتحانی کا التزام کتاب الصرف کے مطابق ہے متعدد سبقوں کے بعد کچھ غلط جملے بغرض تصحیح بھی دیئے گئے ہیں۔ قیمت فی جلد آٹھ آنہ ۸؍

سفرنامہ بلاد اسلامیہ۔ یہ دلچسپ سفرنامہ حافظ عبدالرحمن صاحب مشہور سیاح امرتسری نے ملک مصر، روم اور شام میں ایک عرصہ قیام کرنے کے بعد مرتب کیا۔ اس میں مصریوں اور ترکوں کے عادات و اطوار، طریق معاشرت، طرز تعلیم، مقامات قابل سیر، خصوصاً ملکی انتظام و فوجی حالت اور سلطان المعظم کے عہد کی ترقیات مفصل طور پر بیان کی گئی ہیں۔ قیمت فی جلد عہ

ملنے کا پتہ۔ شیخ امام بخش گھڑی ساز منیجر ایجوکیشنل ایجنسی انارکلی لاہور۔

یہ کتابیں دفتر رحمۃ للعالمین پٹیالہ سے بھی مل سکتی ہیں۔